JOURNAL OF ISLAMIC CIVILIZATION ANDCULTURE(JICC)

Volume 07, Issue 02 (July-December , 2024)

ISSN (Print):2707-689X

ISSN (Online) 2707-6903

Issue: https://www.ahbabtrust.org/ojs/index.php/jicc/issue/view/17

URL: https://www.ahbabtrust.org/ojs/index.php/jicc/article/view/235

Article DOI: https://doi.org/10.5281/zenodo.16885431

Title "Manifestations of Divine Power in Surah An-Naba (Verses 6–13): A Comparative and Exegetical Analysis Based on Tafsir Haqqani in the Light of Interfaith Perspectives and Classical Scholarship"

Author (s): Zaheer Ud Din, Dr. Syed Naeem Badshah

Received on: 15 June, 2024

Accepted on: 15 November, 2024

Published on : 25 December 2024

Citation: Zaheer Ud Din, Dr. Syed Naeem Badshah"Manifestations of Divine Power in Surah An-Naba (Verses 6–13): A Comparative and Exegetical Analysis Based on Tafsir Haqqani in the Light of Interfaith Perspectives and Classical Scholarship"" JICC:7no,2 (2024):39-71

Publisher: Al-Ahbab Turst Islamabad

Click here for more

"سورۃ النبا (آیات 6تا 13) کا تقابلی و تفسیری مطالعہ تفسیر حقانی سے: قدرت الہی کے مظاہر ادیان و مفسرین کی آراء کی روشنی میں تحقیقی جائزہ"

"Manifestations of Divine Power in Surah An-Naba (Verses 6–13): A Comparative and Exegetical Analysis Based on Tafsir Haqqani in the Light of Interfaith Perspectives and Classical Scholarship"

*** Zaheer Ud Din**

****Dr. Syed Naeem Badshah**

Abstract

These verses of Surah An-Naba present profound signs of Allah Almighty's absolute power and Lordship, inviting mankind to reflect and develop certainty about the reality of the Day of Resurrection. The description of the earth as a resting place signifies its suitability and comfort for human life—facilitating habitation, agriculture, and movement. The portrayal of mountains as pegs illustrates the earth's stability, preventing seismic disturbance. The creation of mankind in pairs ensures the continuity of human life and forms the essential basis of social structure. Making sleep a means of rest, the night a covering like a garment, and the day a time for livelihood addresses both the physical and economic necessities of human existence.

The creation of seven mighty heavens reflects the remarkable order and resilience of the universe, while describing the sun as a radiant lamp underscores its indispensable role in providing heat, light, and life-sustaining energy. The sending down of water from rain-bearing clouds to produce grain, fodder, and flourishing gardens demonstrates Allah's direct providence and sustenance for His creation.

Collectively, these signs affirm that every dimension of the universe is the outcome of the deliberate planning and flawless management of a Wise and All-Powerful Creator, fully capable of resurrecting humanity on the Day of Judgment. This study offers an academic and comparative analysis concerning the earth, the heavens, the mountains, the creation of all things in pairs, and the divine wisdom in sleep and night-time as coverings.

Keyword: Manifestations , Divine Power, Surah An-Naba, habitation

....

**M.Phil. Scholar, Department of Islamic Studies, University of Agriculture, Peshawar*

***Co, Supervisor Department of Islamic Studies, University of Agriculture, Peshawar*

تمہید:

سورۃالنبا کی ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ اور ربوبیت کی عظیم نشانیوں کاذکر کیا ہے تاکہ انسان غور کرے اور قیامت کے دن کے بارے میں یقین پیدا کرے۔

زمین کو بچھونا قرار دینا اس بات کی علامت ہے کہ اللہ نے اسے انسان کی زندگی کے لیے سازگار اور آرام دہ بنایا، جس پر چلنا، کاشت کرنا اور رہنا آسان ہے۔ پہاڑوں کو میخوں کی طرح جمانا زمین کے استحکام کی علامت ہے، جو زلزلوں اور ہلچل کو روکتے ہیں۔ انسان کو جوڑے جوڑے پیدا کرنا، اس کی نسل کی بقا اور معاشرتی زندگی کا بنیادی نظام ہے۔ نیند کو آرام کا ذریعہ بنانا، رات کو لباس کی طرح ڈھانپ دینا، اور دن کو روزگار کے لیے موزوں بنانا—— یہ سب انسانی زندگی کی جسمانی و معاشی ضروریات کی تکمیل کا حصہ ہیں۔

سات مضبوط آسمانوں کی تخلیق کائنات کے حیرت انگیز نظام اور اس کی پائیداری کی نشانی ہے، جبکہ سورج کو چمکتا ہوا چراغ قرار دینا اس کی حرارت، روشنی اور زندگی بخش توانائی کی اہمیت کو واضح کرتا ہے۔ بارش برسانے والے بادلوں سے پانی اتارنا اور اس کے نتیجے میں اناج، چارہ اور باغات اگانا، رزق رسانی میں اللہ کی براہِ راست تدبیر کو بیان کرتا ہے۔

یہ تمام نشانیاں اس حقیقت کو اجاگر کرتی ہیں کہ کائنات کا ہر پہلو ایک حکیم و قادر خالق کی منصوبہ بندی اور انتظام کا نتیجہ ہے، جو قیامت کے دن انسان کو دوبارہ زندہ کرنے پر بھی پوری طرح قادر ہے

اس مقالے میں زمین، اسمان، پہاڑ، ہر زیز کو جوڑے در جوڑے بنائے نیید اور لباس سے متعلق جو علمی اور تحقیقی تقابل کو پیش کیا۔۔

أَلَمْ نَجْعَلِ ٱلْأَرْضَ مِهٰداً (6) وَٱلْجِبَالَ أَوْتَادًا(7) وَخَلَقْنَٰكُمْ أَزْوَاجًا(8) وَجَعَلْنَا نَوْمَكُمْ سُبَاتًا(9) وَجَعَلْنَا ٱلَّيْلَ لِبَاسًا(10) وَجَعَلْنَا ٱلنَّهَارَ مَعَاشًا(11) وَبَنَيْنَا فَوْقَكُمْ سَبْعًا شِدَادًا(12) وَجَعَلْنَا سِرَاجًا وَهَّاجًا(13)

ترجمہ: کیا ہم نے زمین کو بچھونا اور پہاڑوں کو میخیں نہیں بنادیا اور ہم نے تم کو جوڑے جوڑے پیدا کیا اور تمہاری نیند کو آرام بنادیا اور رات کو اوڑھنا بنادیا اور ہم نے دن روزگار کے لیے بنایا اور تمہارے اوپر سات مضبوط (آسمان) بنائے اور ہم نے چمکتا ہوا چراغ بنایا اور ہم نے برستے بادلوں سے پانی کا ریلہ اتارا تاکہ اس سے اناج اور گھاس اور گھنے باغ لگادیں۔

قدرتِ الٰہی کے مظاہر:

مولانا عبدالحقؒ قدرتِ الٰہی کے مظاہر پر تبصرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"اس دن یا اس خبر کی عظمت بیان فرما کر اس کے بعد چند دلائل بیان فرماتا ہے جو اس کی قدرتِ کاملہ اور حکمتِ بالغہ کا کافی ثبوت کرتی ہیں اور جن سے یہ ثابت کیا جاتا ہے کہ وہ قادرِ مطلق اور حکیم برحق اس عالم کو درہم برہم کر کے ایک دوسرا اور عالم پیدا کرنے پر قادر ہے اور اس عالم کو فنا کر کے دوسرے عالم کے پیدا کرنے میں جو کچھ اس کی حکمت ہے اس کی کیفیات و خصوصیات تک عقولِ بشریہ کو رسائی نہیں۔"

استفہام کی وضاحت:

"الم نجعل الارض مھدا۔۔۔۔الخ "ان آیات میں استفہام تقریری بھی محتمل ہے اور استفہام انکاری کا بھی احتمال موجود ہے۔

استفہام تقریری میں کسی چیز کے بارے میں دریافت کرنا مقصود نہیں ہے، بلکہ ایک حقیقت کی اطلاع دینا ہے کہ ایسا ضرور ہے۔استفہام تقریری میں مخاطب کو اقرار اور عبادت پر اُبھارا گیا ہے۔

یا استفہام انکاری ہو گا، نفی کے انکار کا مطلب اثبات ہوتا ہے تو اس کا معنی ہو گا کہ ہم نے زمین کو بچھونا بنایا۔[1]

قدرت کے مظاہر:

ابن منذر[2] نے قتادہ رحمہ اللہ سے "الم نجعل الارض۔۔۔۔۔۔وجعل النھار معاشا" کے بارے میں نقل کیا ہے کہ اللہ تعالی کی جانب سے مذکورہ نعمت گنوائی جارہی ہیں کہ انسان ان نعمتوں کا شکر ادا کرے اور یہ شکر نیک اعمال کی صورت میں ہو۔[3]

اور امام حاکم[4] رحمہ اللہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول نقل کیا ہے اور اسے صحیح قرار دیا ہے:

"جب اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا کرنے کا ارادہ رفرمایا تو ہوا کو بھیجا اور اس نے پانی کو اڑادیا، یہاں تک کہ ایک جزیرہ سا ظاہر کر دیا اور یہی جزیرہ کعبہ کے نیچے ہے۔پھر زمین کو پھیلایا جہاں تک اللہ تعالیٰ نے چاہا وہ طول و عرض میں پہنچ گئی۔اور یہ اسی طرح پھیلتی رہی اور فرمایا یہ اس کے دست قدرت میں ہے، یہ اسی طرح پھیلتی رہی۔پھر اللہ تعالیٰ نے پہاڑوں کو میخیں بنا کر اس میں گاڑ دیا اور جبل ابی قعیس[5] پہلا پہاڑ ہے جو زمین میں پیوست کیا گیا۔"[6]

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت حسن رضی اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ پہلے پہل جو زمین تخلیق کی گئی وہ بیت المقدس کے پاس سے تخلیق کی گئی، وہاں مٹی رکھی گئی اور اسے کہا گیا تو اس طرف، اس طرف اور اس طرف چلی جا۔ اسے ایک چٹان پر تخلیق کیا گیا اور چٹان کو مچھلی پر اور مچھلی کو پانی پر۔ پس اس نے اس حال میں صبح کی کہ وہ پانی میں بہہ رہی تھی۔ ملائکہ نے کہا: اے ہمارے پروردگار! اسے ساکن کون کرے گا؟ تو پہاڑوں کی اس میں میخیں لگ گئیں۔ پھر ملائکہ نے کہا: اے ہمارے رب! کیا تو نے ایسی مخلوق بھی پیدا کی ہے جو ان سے زیادہ سخت اور طاقتور ہو؟ فرمایا ہاں، وہ لوہا ہے۔ پھر انہوں نے عرض کی: کیا تو نے ایسی مخلوق پیدا کی ہے جو لوہے سے زیادہ سخت اور طاقتور ہو؟ فرمایا: ہاں، وہ آگ ہے۔ انہوں نے پھر عرض کیا: کیا تو نے آگ سے زیادہ سخت اور طاقتور کوئی مخلوق پیدا کی ہے؟ فرمایا: ہاں، وہ پانی ہے۔ انہوں نے پھر عرض کی: کیا تو نے ایسی مخلوق بھی پیدا کی ہے جو پانی پر غالب ہو؟ فرمایا: ہاں وہ ہوا ہے۔ پھر عرض کیا: کیا تو نے ایسی مخلوق بھی پیدا فرمائی ہے جو ہوا سے بھی سخت اور اس پر غالب ہو؟ فرمایا: ہاں عمارت۔ انہوں نے پھر عرض کی: کیا ایسی تخلیق بھی ہے جو اس بنا اور عمارت پر بھی غالب ہو؟ فرمایا ہاں، وہ آدم ہے۔ [7]

دنیاوی نعمتوں میں سب برابر ہیں:

دنیاوی نعمتیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا کی گئی ہیں، اور ان کا لطف اٹھانے میں مسلمان اور غیر مسلم دونوں شریک ہیں۔ اللہ نے یہ دنیا تمام انسانوں کے لئے بنائی ہے اور زمین پر موجود وسائل جیسے پانی، ہوا، فصلیں، معدنیات اور صحت کی سہولیات سب کے لیے عام ہیں۔ چنانچہ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

"ہم ہر کسی کو دنیاوی زندگی کی نعمتوں سے نوازتے ہیں، وہ بھی جو دنیا کا طالب ہے اور وہ بھی جو آخرت کا طالب ہے" [8]

یہ اللہ کی رحمت ہے کہ اس نے دنیا کی نعمتوں کو کسی خاص گروہ تک محدود نہیں کیا بلکہ سب کے لیے فراہم کیا۔ دنیا میں ہر انسان کو موقع دیا گیا ہے کہ وہ ان نعمتوں سے فائدہ اٹھائے اور اللہ کا شکر ادا کرے۔ تاہم، آخرت کی کامیابی اور حقیقی فلاح ایمان اور نیک اعمال کے ساتھ مشروط ہے۔

اس لیے، دنیاوی نعمتوں سے لطف اندوز ہونا سب کا حق ہے، لیکن اس کا درست استعمال اور آخرت کی کامیابی کے لئے اللہ کے احکامات پر عمل پیرا ہونا ضروری ہے۔

آخرت کی نعمتیں:

قرآن مجید اور اسلامی عقائد کے مطابق، آخرت کی نعمتیں اور جنت کا وعدہ بنیادی طور پر مسلمانوں اور مومنوں کے لیے ہے جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاتے ہیں اور نیک اعمال کرتے ہیں۔ اس موضوع پر قرآن مجید میں مختلف مقامات پر وضاحت ملتی ہے:

"اور جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کیے وہ جنتی ہیں۔ وہ ہمیشہ اس میں رہیں گے۔"[9]

"اور جو شخص اسلام کے سوا کسی اور دین کا طلبگار ہوگا، وہ ہرگز اس سے قبول نہیں کیا جائے گا اور وہ آخرت میں نقصان اٹھانے والوں میں ہوگا۔"[10]

"اور جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کیے انہیں ہم ایسے باغات میں داخل کریں گے جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی، وہ ہمیشہ ان میں رہیں گے۔"[11]

"اللہ نے مومن مردوں اور مومن عورتوں سے ایسے باغات کا وعدہ فرمایا ہے جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی۔ وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے، اور ایسے پاکیزہ گھروں کا بھی، جو جنت عدن میں ہوں گے، اور اللہ کی رضا سب سے بڑی چیز ہے۔ یہی عظیم کامیابی ہے۔"[12]

ان آیات سے واضح ہوتا ہے کہ جنت اور آخرت کی نعمتیں ان لوگوں کے لئے مخصوص ہیں جو ایمان رکھتے ہیں اور اسلام پر عمل پیرا ہیں۔

حیاتِ اُخروی کی راحت بھری زندگی:

آخرت میں آسمان، سورج، اور بارش جیسی چیزوں کے متعلق علماء اور مفسرین کی مختلف آراء موجود ہیں۔ قرآن و حدیث کی روشنی میں آخرت کی دنیا کو موجودہ دنیا سے مختلف قرار دیا گیا ہے۔ وہاں کے نظام، اس کے قوانین اور مظاہر مختلف ہوں گے۔ اس سلسلے میں قرآن اور احادیث کی روشنی میں جو وضاحتیں ملتی ہیں، ان کے مطابق کچھ بنیادی نکات درج ذیل ہیں:

آسمان اور زمین کی تبدیلی کے حوالے سے قرآن مجید میں ذکر ہے کہ:

"يَوْمَ تُبَدَّلُ الْأَرْضُ غَيْرَ الْأَرْضِ وَالسَّمَاوَاتُ وَبَرَزُوا لِلَّهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ"[13]

"جس دن یہ زمین دوسری زمین سے بدل دی جائے گی اور آسمان بھی بدلے جائیں گے، اور سب اللہ کے سامنے ظاہر ہوں گے جو ایک ہے اور سب پر غالب ہے۔"

اس آیت کی تفسیر میں مفسرین بیان کرتے ہیں کہ قیامت کے دن موجودہ زمین اور آسمان کی حقیقت کو اللہ تعالیٰ تبدیل کر دیں گے اور اس کے بعد آخرت کی دنیا کا نیا نظام ہو گا جو مختلف ہو گا۔[14]

قیامت کے بعد جنت اور جہنم کے حالات بیان کرتے ہوئے قرآن میں آتا ہے کہ جنتیوں کو کسی سورج کی ضرورت نہیں ہو گی کیونکہ اللہ کا نور ان پر ہو گا۔ سورہ انسان کی آیت 13 میں ذکر ہے:

"لَا يَرَوْنَ فِيهَا شَمْسًا وَلَا زَمْهَرِيرًا" "وہاں نہ تو سورج کی تپش ہو گی اور نہ سردی کی شدت ہو گی۔"[15]

مفسرین اس آیت کی روشنی میں بیان کرتے ہیں کہ جنت میں روشنی کیلیے سورج کی ضرورت نہیں ہو گی بلکہ اللہ تعالیٰ کا نور ہی ان کے لیے کافی ہو گا۔[16]

احادیث میں یہ بات بیان کی گئی ہے کہ جنت میں زمین کے قدرتی اصولوں کی پیروی نہیں کی جائے گی، مثلاً بارش اور بدلتے موسم وغیرہ۔ حضرت ابوہریرہؓ کی روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"جنت میں بادل لایا جائے گا، اور کہا جائے گا کہ ہم پر برس، تو وہ بادل ایسی نعمتیں برسائے گا جن کا بندے تصور بھی نہیں کر سکتے۔"[17]

یہ حدیث اس بات کی طرف اشارہ کرتی ہے کہ جنت میں بارش اور موسموں کا نظام نہیں ہو گا۔

مفسرین کے مطابق آخرت میں آسمان، زمین، سورج اور بارش جیسے مظاہر ویسے نہیں ہوں گے جیسے ہم دنیا میں دیکھتے ہیں۔ آخرت کی دنیا کا نظام اور اس کی خصوصیات مختلف ہوں گی، جہاں اللہ تعالیٰ کے نور سے روشنی ہو گی، اور موسم یا بارش جیسی چیزوں کی ضرورت نہیں ہو گی۔

"مھدا" کی لغوی تحقیق:

لسان العرب میں "مھدا" کا معنی فراش کے ساتھ کیا ہے، بمعنی بستر۔[18]

زمین پر ممکنہ انسانی زندگی: تفسیر مدارک میں اس آیت کی وضاحت میں کہا گیا ہے کہ لفظ "مِهَادًا" کا مطلب ہے بچھونا یا ایسا مقام جو انسان کے لیے پر سکون اور آرام دہ ہو۔ اللہ تعالیٰ زمین کو انسانوں کے لیے بچھونا اس لیے قرار

دیتے ہیں کیونکہ زمین اپنی ساخت اور ترتیب میں ایسی ہے کہ اس پر انسان بآسانی رہ سکتا ہے، اس میں کھیتی باڑی کر سکتا ہے، اور مختلف ضروریاتِ زندگی پوری کر سکتا ہے۔

زمین کی ساخت، اس کا گولائی میں ہونا، کشش ثقل، اور موسموں کا نظام سب اس کی ترتیب کا حصہ ہیں جسے اللہ نے انسان کے لیے آرام دہ بنایا۔ اس آیت میں یہ بات بھی واضح کی گئی ہے کہ زمین اللہ تعالیٰ کی عظیم تخلیق ہے جو انسان کی زندگی کی تمام ضروریات کو پورا کرنے کے لیے موزوں ہے۔[19]

بغوی[20] رحمہ اللہ نے اس آیت "أَلَمْ نَجْعَلِ الْأَرْضَ مِهَادًا" کی تفسیر میں فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے زمین کو انسانوں کے لیے ایک آرام دہ اور سکون دہ جگہ بنایا ہے، جیسے بچے کو پالنے میں آرام ملتا ہے۔ زمین کو بچھونا کی طرح بنایا تاکہ لوگ اس پر سکونت اختیار کر سکیں، آرام سے زندگی گزار سکیں اور اپنے کام انجام دے سکیں۔

بغوی کے مطابق، یہاں "مِهَادًا" کا لفظ اس بات کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ اللہ نے زمین کو انسانوں اور دیگر مخلوقات کے لیے رہنے، کام کرنے اور چلنے پھرنے کے لیے نرم اور ہموار بنایا، تاکہ وہ آسانی سے اس پر زندگی بسر کر سکیں۔ [21]

"اوتادا" کا لغوی معنیٰ:

لسان العرب میں ہے کہ "اوتاد" کا لفظ عربی میں اصل میں "وتد" سے آیا ہے، جس کا مطلب ہے کسی چیز کو مضبوطی سے قائم کرنا یا باندھنا۔ عام طور پر یہ لفظ ان چیزوں کے لیے استعمال ہوتا ہے جو زمین میں مضبوطی سے گاڑے جاتے ہیں، جیسے کہ کھمبے یا میخیں۔[22]

زمین کی حرکت کے بارے میں حکماء کی رائے:

مفسر علام نے زمین کی حرکت کے حوالے سے حکماء کے قول پر تبصرہ کرتے ہوئے فرمایا ہے:

"حکماء حال کے نزدیک زمین حرکت کرتی ہے جیسا کہ اور ستارے اپنے مدار پر گھومتے ہیں یہ بھی دورہ تمام کرتی ہے۔ ان کے نزدیک بھی ان آیات سے انعامِ الٰہی اور اس کی حکمتِ بالغہ کا کافی ثبوت ہے۔ کس لئے کہ اب اس طرح حرکت کرتی ہے کہ اس پر رہنے والوں کو کچھ بھی لغزش نہیں جیسا کہ کشتی میں پتھر ڈال دینے سے وہ ادھر ادھر ڈگمگاتی نہیں اور ایک خاص انداز پر چلتی ہے۔ زمین کے فرش بنانے اور پہاڑوں کو میخیں بنانے سے ان کے نزدیک یہی مراد ہے اور یہ اس کا بڑا انعام اور قدرتِ کاملہ کا نمونہ ہے۔"

زمین کی گردش کے بارے میں قدیم حکماء اور مفکرین کے مختلف آراء موجود ہیں۔تاریخ میں، کچھ فلسفی اور سائنس دان زمین کی حرکت اور گردش کے قائل تھے جبکہ کچھ کا خیال تھا کہ زمین ساکن ہے۔یہاں چند اہم اقوال اور ان کے حوالے درج ہیں:

ارسطو(Aristotle**):**

ارسطو[23] نے زمین کو کائنات کا مرکز قرار دیا تھااور یہ کہا کہ زمین ساکن ہے جبکہ دوسرے اجرامِ فلکی اس کے گرد گھومتے ہیں۔ارسطو کا نظریہ اس کے مشہور کتاب "On the Heavens" (De Caelo)" میں موجود ہے۔اس کے مطابق زمین ساکن ہے اور اس کا گردش نہ کرنا اس کے وزن اور ثقل کی وجہ سے ہے۔

ابن رشد:

قرونِ وسطیٰ کے معروف مسلمان فلسفی ابن رشد[24] نے ارسطو کی تعلیمات پر کام کیا اور زمین کو ساکن سمجھا۔ابن رشد کا خیال تھا کہ زمین مرکز میں ہے اور اس کے ارد گرد دوسرے سیارے اور اجرام فلکی گردش کرتے ہیں۔
زمین کی گردش کا نظریہ صدیوں میں تبدیلیوں سے گزرا اور آخرکار سائنسی ترقی نے زمین کی گردش کو ثابت کردیا، جسے آج فلکیات کا مسلمہ حصہ مانا جاتا ہے۔

زمین کی گردش کے بارے میں مفسرین کی آراء:

زمین کی گردش پر قرآن کی آیات کے مختلف تفاسیر میں مختلف آراء موجود ہیں۔اسلامی مفسرین کی اکثریت اس بات پر متفق ہے کہ قرآن میں زمین کے ساکن ہونے یا گھومنے کے بارے میں واضح انداز میں کچھ نہیں کہا گیا، لیکن کچھ مفسرین نے زمین کی حرکت سے متعلق مختلف تشریحات پیش کی ہیں۔

امام رازی نے "تفسیر کبیر" میں آیت "والشمس تجری لمستقرلھا"(یعنی "سورج اپنی جگہ پر حرکت کر رہا ہے") کی تشریح کرتے ہوئے یہ کہا کہ زمین کی حرکت کو ماننے میں کوئی حرج نہیں۔انہوں نے اپنی تفسیر میں اس بات کو بھی واضح کیا کہ جدید علم اور فلکیات کے اصولوں کے ساتھ قرآن کی کوئی مخالفت نہیں ہے۔ان کا ماننا تھا کہ یہ بات سائنسی لحاظ سے ممکن ہے کہ زمین اور دیگر سیارے حرکت کر رہے ہوں۔[25]

مفتی شفیع صاحبؒ کی ایک جامع تفسیر:

مفتی محمد شفیع[26] رحمہ اللہ نے معارف القرآن میں اس آیت کی تفسیر میں بیان کیا ہے کہ اس میں اللہ تعالیٰ نے سورج کے نظام اور اس کی حرکت کو اپنی قدرت اور حکمت کے نشانی کے طور پر بیان کیا ہے۔اس کا مطلب ہے کہ سورج ایک مقررہ راستے اور نظام کے تحت اپنی منزل کی طرف رواں دواں ہے۔اللہ تعالیٰ نے اسے ایک خاص وقت تک چلنے کے لیے مقرر کیا ہے۔

تفسیر میں یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ عربی لفظ "مستقر" کا مطلب ہے ٹھہرنے کی جگہ یا منزل۔اس کا مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ سورج ایک مقررہ وقت تک چلتا رہے گا،اور پھر جب قیامت قائم ہو گی تو وہ اپنی اس حرکت کو روک دے گا، یا یہ کہ ہر روز سورج ایک مخصوص مقام پر پہنچ کر رک جاتا ہے اور پھر دوبارہ حرکت کرتا ہے۔

مزید یہ کہ یہ سب اللہ تعالیٰ کی قدرت، علم اور حکمت کا نتیجہ ہے کہ کائنات کا یہ عظیم نظام اس کے حکم کے مطابق بغیر کسی خرابی کے جاری ہے۔[27]

مفسرین میں اس بات پر کوئی واضح اختلاف نہیں ہے کہ قرآن سائنس سے متصادم نہیں ہے۔زیادہ تر مفسرین نے زمین کی گردش کو جدید سائنسی علم کی روشنی میں تسلیم کیا ہے۔

وَخَلَقْنَاكُمْ أَزْوَاجًا

ازواج کی تفسیر:

ازواج" کا لفظ عربی زبان میں "زوج" سے نکلا ہے جس کا مطلب "جوڑا" یا "جوڑے" کے ہے۔اس لفظ کا ایک مفہوم یہ بیان کیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو مختلف نوعیت کے جوڑوں میں پیدا کیا ہے۔ان جوڑوں میں مرد و زن کی جوڑی بنیادی اور واضح مثال ہے۔لیکن اس میں دوسری چیزیں جیسے دن و رات، زمین و آسمان، اور دیگر متضاد عناصر بھی شامل ہیں۔اس لئے یہاں "ازواج" کا مفہوم ہر قسم کے جوڑے یا جفت سے لیا جا سکتا ہے، جن میں ایک دوسرے کے ساتھ تعلق و توازن ہوتا ہے۔لہٰذا "ازواج" سے مراد وہ تمام جوڑے ہیں جن میں ایک قسم کا توازن پایا جاتا ہے، اور اس آیت میں اللہ کی حکمت اور قدرت کا اظہار ہے کہ اس نے ہر چیز کو ای ک جوڑے کے طور پر پیدا کیا، تاکہ کائنات میں توازن قائم رہے۔[28]

علامہ ابن کثیر اپنی تفسیر ابن کثیر میں لکھتے ہیں کہ اللہ نے انسانوں کو جوڑے کے طور پر پیدا کیا تاکہ ان کے

درمیان محبت اور تعلقات قائم ہوں، اور اسی تعلق کی بنیاد پر نسل انسانی کا سلسلہ چل سکے۔ [29]

انسان کی پیدائش کا مقصد:

تخلیق انسانیت کا ایک مقصد عبادت ہے جس کو قرآن میں صراحت کے ساتھ بیان کیا گیا ہے، چنانچہ ارشاد فرمایا:

ترجمہ: اور میں نے جنوں اور انسانوں کو صرف اس لئے پیدا کیا ہے تاکہ وہ میری عبادت کرے۔ [30]

انسان کی تخلیق کا مقصد اسلامی نقطہ نظر سے بنیادی طور پر اللہ کی عبادت ہے، جیسا کہ قرآن میں واضح طور پر ذکر کیا گیا ہے۔ تاہم نسلِ انسانی کی بقا اور توالد و تناسل کو بھی ایک اہم حکمت کے طور پر بیان کیا گیا ہے۔ اس سلسلے میں احادیث رسول ﷺ میں توالد و تناسل کی ترغیب کے حوالے سے واضح ہدایات ملتی ہیں، لیکن یہ بات کہنا کہ ابن آدم کی تخلیق کا واحد مقصد توالد و تناسل ہے، براہ راست کسی حدیث میں نہیں۔

چنانچہ سنن نسائی میں حضور اقدس ﷺ کا ارشاد ہے:

"محبت کرنے والی اور زیادہ بچے جننے والی عورتوں سے نکاح کرو، کیونکہ میں قیامت کے دن تمہاری کثرت پر دیگر امتوں کے سامنے فخر کروں گا۔" [31]

1. انسان کا اختیار اور تقدیر:

انسان کے اختیار کا دائرہ کار کے حوالے سے اسلامی تعلیمات میں خاص طور پر قرآن اور احادیث کی روشنی میں واضح رہنمائی ملتی ہے۔ قرآن کی روشنی میں انسان کو ایک خاص حد تک آزادی اور اختیار دیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو نیکی اور بدی کے راستے پر چلنے کی قدرت عطا کی ہے، مگر اس کے دائرہ کار کی کچھ حدود ہیں۔ جیسے کہ سورۃ الکہف میں اللہ فرماتا ہے:

"اور کہہ دو کہ حق تمہارے رب کی طرف سے ہے، تو جو چاہے ایمان لے آئے اور جو چاہے کفر کرے" [32]

اس آیت میں یہ واضح ہوتا ہے کہ اللہ نے انسان کو انتخاب کا حق دیا ہے، مگر اس کے نتائج کا ذمہ دار بھی وہ خود ہوگا۔

قرآن میں یہ بھی ذکر ہے کہ تمام امور اللہ کی مرضی کے تابع ہیں۔ جیسے کہ سورۃ الانسان میں اللہ فرماتا ہے:

"یہ ایک نصیحت ہے، اب جو چاہے اپنے رب کی طرف راستہ بنالے۔ اور تم اس وقت تک کچھ بھی نہیں چاہ سکتے جب تک اللہ نہ چاہے۔" [33]

اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ انسان کا اختیار محدود ہے اور اللہ کی مرضی کے بغیر کچھ نہیں ہو سکتا۔

خلاصہ یہ کہ اسلامی تعلیمات کے مطابق انسان کو محدود اختیار دیا گیا ہے جو کہ اس کی آزمائش کا حصہ ہے۔ وہ نیکی یا بدی کا انتخاب کر سکتا ہے، مگر یہ سب کچھ اللہ کی مشیت کے تابع ہوتا ہے۔ انسان کے اس اختیار کا مقصد اس کے اعمال کا امتحان ہے تاکہ اس کا دنیا میں اور آخرت میں انجام طے ہو سکے۔

آخرت دارالجزاء ہے:

اسلامی تعلیمات کے مطابق انسان کو اللہ نے ارادہ اور اختیار کی صلاحیت دی ہے، جس کی وجہ سے وہ اپنے اعمال کے بارے میں جواب دہ ہوگا۔ چونکہ انسان کو اچھے اور برے اعمال میں فرق کرنے کی عقل دی گئی ہے اور اسے صحیح وغلط راستے کے انتخاب کا اختیار بھی دیا گیا ہے، اس لیے قیامت کے دن اس سے اس کے اعمال کا حساب لیا جائے گا۔

انسان کا اختیار اس بات کو ظاہر کرتا ہے کہ اس کے اعمال اس کی اپنی مرضی سے کیے گئے ہیں، اور یہی وجہ ہے کہ ان پر جزا وسزا رکھی گئی ہے۔ قرآن وحدیث میں اس بات کو واضح کیا گیا ہے کہ جو لوگ نیک اعمال کریں گے انہیں انعامات دیے جائیں گے اور جو غلط راستہ اختیار کریں گے انہیں سزا کا سامنا کرنا ہوگا۔

وَجَعَلْنَا نَوْمَكُمْ سُبَاتاً

"سبات" کی تفسیر:

علامہ ابنِ کثیرؒ کے مطابق "سبات" کا مطلب ہے قطع، یعنی اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے نیند کو ایک طرح کی کٹوتی یا موقتی موت کے طور پر بیان کیا ہے۔ یہ نیند انسان کی روزمرہ کی زندگی اور کاموں سے وقفہ فراہم کرتی ہے۔ اس سے جسم کو آرام ملتا ہے اور یہ کام کرنے کی تازہ توانائی فراہم کرتی ہے۔[34]

امام طبری نے "تفسیرِ طبری" میں سبات کے معنی آرام اور سکون کے کیے ہیں۔ نیند کو اللہ نے اس لئے مقرر کیا تاکہ انسان کی طاقت بحال ہو سکے اور وہ دن کے کاموں کے لیے تازہ دم ہو سکے۔ نیند کے ذریعے انسان کی تھکان دور ہو جاتی ہے اور یہ راحت کا باعث بنتی ہے۔[35]

علامہ قرطبیؒ بھی سبات کو نیند کی حالت میں سکون اور آرام کے معنی میں لیتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے انسانوں کے لئے نیند کو بطور آرام مقرر کیا ہے۔ اس کے ذریعے انسان کی تھکن دور ہوتی ہے اور جسمانی قوت بحال ہو جاتی ہے۔[36]

نیند کے فوائد:

مفسرینِ قرآن نے نیند کواللہ کی ایک عظیم نعمت اورانسانی جسم کے لئے ضروری عمل قرار دیاہے۔ مختلف تفاسیر میں نیند کے فوائد کوبیان کیاگیاہے، جو مندرجہ ذیل ہیں:

تفسیرابن کثیر میں سورۂروم کی آیت 23 کے تحت مفسرین نے وضاحت کی ہے کہ نیندانسان کوتازہ دم اورکام کے لئے تیار کرتی ہے۔[37]

تفسیر جلالین میں اس آیت کی تشریح میں ہے کہ نیندانسانی دماغ کو سکون دیتی ہےاوراس کی یادداشت وسیکھنے کے عمل میں معاون ہے۔[38]

قیامت کے دن انسان کی بے بسی:

قیامت کے دن لوگوں کی سختیوں کاذکراحادیث اورقرآن مجید میں ملتاہے، جہاں اس دن کے خوفناک مناظر اور مشکلات کوبیان کیاگیاہے، چنانچہ اللہ تعالیٰ قرآن میں فرماتاہے:

"يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمْ إِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ شَيْءٌ عَظِيمٌ، يَوْمَ تَرَوْنَهَا تَذْهَلُ كُلُّ مُرْضِعَةٍ عَمَّا أَرْضَعَتْ وَتَضَعُ كُلُّ ذَاتِ حَمْلٍ حَمْلَهَا وَتَرَى النَّاسَ سُكَارَى وَمَا هُمْ بِسُكَارَى وَلَكِنَّ عَذَابَ اللَّهِ شَدِيدٌ" [39]

"اے لوگو! اپنے رب سے ڈرو، بے شک قیامت کازلزلہ بڑی(ہولناک)چیز ہے۔ جس دن تم اسے دیکھوگے توہر دودھ پلانے والی عورت اپنے دودھ پیتے بچے کو بھول جائے گی،اورہر حاملہ عورت اپناحمل گرادے گی،اورتولوگوں کودیکھے گاکہ وہ مدہوش ہوں گے حالانکہ وہ مدہوش نہ ہوں گے، لیکن اللہ کاعذاب(ہی) بہت سخت ہے۔"

رسول اللہ ﷺ نے قیامت کے دن کی سختی کے بارے میں فرمایا:

ترجمہ: "بیشک قیامت کے دن سورج مخلوق کے قریب ہوجائے گا، یہاں تک کہ ان سے ایک میل کے فاصلے پر ہوگا۔ تولوگوں کاحال ان کے اعمال کے مطابق ہوگا، کچھ لوگ اپنے ٹخنوں تک پسینے میں ہوں گے، کچھ اپنے گھٹنوں تک، کچھ اپنے پہلوتک، اورکچھ لوگوں کوپسینہ مکمل طورپرڈھانپ لے گا۔"[40]

حضرت عائشہ[41] رضی اللہ عنہاروایت کرتی ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

ترجمہ: "قیامت کے دن لوگوں کو ننگے پاؤں، ننگے جسم اوربغیر ختنہ کے(حالت میں)اٹھایاجائے گا۔"[42]

قرآن وحدیث میں قیامت کے دن کی سختیوں اور خوفناک مناظر کا ذکر اس طرح سے کیا گیا ہے کہ اس دن ہر شخص اپنی نجات کے لیے فکر مند ہوگا۔اللہ تعالیٰ کی طرف سے عذاب کی شدت اور اس دن کے مناظر انسانوں کو ان کی دنیاوی زندگی کے اعمال کے مطابق مختلف سختیوں میں مبتلا کریں گے۔

روزِ قیامت انسان کا پچھتاوا:

انسان دنیا میں غفلت کی زندگی گزارتا ہے، کہی تو کفر کے لبادے میں ہوتا ہے اور کہی نافرمانیوں میں جھگڑا ہوتا ہے۔یہی انسان آخرت میں دنیاوی زندگی پر پچھتائے گا، جس کی طرف قرآن مجید میں اشارہ کیا گیا ہے:

"اور وہ دن یاد کرو جب ہر شخص اپنے کیے پر افسوس کرے گا،اور وہ اللہ کے سامنے پیش کیے جائیں گے، جس سے وہ پوشیدہ تھے۔"[43]

اس آیت میں قیامت کے دن انسانوں کے پچھتاوے اور افسوس کا ذکر ہے،جب وہ دنیا میں گزارے ہوئے وقت اور غفلت پر غمگیں ہوں گے۔

نیند کی مثال موت:

امام غزالی نے اپنی مشہور تصنیف احیاء العلوم الدین میں زندگی، موت اور نیند کے فلسفے کو بیان کرتے ہوئے نیند کو موت کی ایک طرح کی چھوٹی مثال یا تمثیل قرار دیا۔ان کے مطابق، "نیند موت کی ایک خفیف قسم ہے اور موت ایک بڑی نیند ہے۔" اس میں یہ تصور دیا گیا ہے کہ جس طرح نیند کے بعد انسان بیدار ہوتا ہے،اسی طرح موت کے بعد دوبارہ زندگی ہوگی۔[44]

اس فلسفے کی وضاحت قرآن مجید میں بھی موجود ہے، جہاں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

"اللہ ہی ہے جو لوگوں کی روحیں قبض کرتا ہے ان کی موت کے وقت اور جو نہیں مرا ہوتا اس کی روح نیند کے وقت قبض کرلیتا ہے۔"[45]"وَجَعَلْنَا اللَّيْلَ لِبَاسًا"

لباس کا معنی:

"لباس" کا لغوی معنی ہے "ڈھانپنا" یا "چھپانا"۔[46]

اور "لباس" کا اصطلاحی معنی ہے "وہ کپڑا جو انسان اپنے جسم کو ڈھانپنے کے لئے پہنتا ہے"۔[47]

رات کو لباس کہنے کی وجہ:

آیت "وَجَعَلْنَا اللَّيْلَ لِبَاسًا" میں "لباس" کا لفظ استعمال ہوا ہے، جس کا لغوی معنی "ڈھانپنے" اور "چھپانے" کے ہیں۔
مفسرین نے اس آیت کی تفسیر میں رات کو "لباس" کہنے کی مختلف توجیہات بیان کی ہیں:
علامہ ابن کثیرؒ نے لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے رات کو لباس قرار دیا، کیونکہ رات اپنے اندھیرے سے چیزوں کو ڈھانپ لیتی ہے جیسے لباس جسم کو ڈھانپ لیتا ہے۔ یعنی رات کے اندھیرے میں انسان اور دیگر چیزیں چھپ جاتی ہیں۔[48]
تفسیر جلالین میں بیان کیا گیا ہے کہ رات کو لباس اس لیے کہا گیا ہے کہ وہ اندھیرے سے چیزوں کو چھپا لیتی ہے اور آرام کا سبب بنتی ہے، جیسے لباس جسم کو ڈھانپنے اور آرام دینے کا ذریعہ ہوتا ہے۔[49]
علامہ آلوسی[50] نے "تفسیر روح المعانی" میں "لباس" کی مزید وضاحت کرتے ہوئے لکھا ہے کہ رات انسان کے لیے سکون و راحت کا سبب بنتی ہے، جس طرح لباس انسان کے جسم کو چھپانے اور آرام پہنچانے میں مدد دیتا ہے۔ رات کا اندھیرا ایک محفوظ ماحول فراہم کرتا ہے جس میں انسان جسمانی سکون حاصل کر سکتا ہے۔[51]

رات کے اندھیرے میں احتیاط:

رات کی تاریکی میں انسان دیگر انسانوں سے پوشیدہ ہوتا ہے، اس وقت کو بھی عبادت یا گناہ سرزد ہو جائے وہ لوگوں سے اوجھل ہوتے ہیں۔ اس لئے یہ بات قرآن پاک اور حدیث مبارکہ میں وضاحت کے ساتھ موجود ہے۔
قرآن پاک میں ارشاد ہوتا ہے: "وَمِنَ اللَّيْلِ فَسَبِّحْهُ وَأَدْبَارَ السُّجُودِ"۔[52] ترجمہ: "رات میں بھی اللہ کی تسبیح کرو اور رکوع و سجود کے بعد بھی۔"
حدیث مبارکہ میں بھی یہ بات وضاحت کے ساتھ موجود ہے: "اللہ تعالیٰ رات کی تاریکی میں بھی اپنے بندوں کی عبادت کو قبول کرتا ہے"۔[53]
"رات کی تاریکی میں گناہ کرنے والے بھی ہوتے ہیں اور نیک عمل کرنے والے بھی"۔[54]
"وَجَعَلْنَا النَّهَارَ مَعَاشًا"

"مَعَاشًا" کی تحقیق:

تاج العروس میں ہے کہ "مَعَاشًا" عربی زبان کا لفظ ہے، جس کا بنیادی معنی "زندگی گزارنے کا ذریعہ"، "و

سیلہ "یا"روزگار"ہے۔یہ لفظ"عیش"سے مشتق ہے،جس کا مطلب"زندگی گزارنا"یا"حیات"ہے۔عربی زبان میں یہ لفظ عام طور پر معاشی ضروریات،روزی روٹی اور انسانی زندگی کی ضروریات کے وسائل کو ظاہر کرنے کے لیے استعمال ہوتا ہے۔[55]

فیروز اللغات میں ہے کہ "مَعَاشًا"کا لفظ معیشت،زندگی یا گزر بسر کے مفہوم میں استعمال ہوتا ہے۔یہ لفظ "عیش"سے نکلا ہے،جس کا معنی آرام،آسائش یا زندگی گزارنا ہے۔[56]

آیت کی تفسیر: امام فخر الدین رازی اپنی تفسیر "التفسیر الکبیر"میں فرماتے ہیں کہ معاش سے مراد زندگی گزارنے کے لیے جو بھی چیزیں انسان حاصل کرتا ہے،وہ شامل ہیں۔اللہ نے دن کو اس لئے بنایا کہ انسان دن کے وقت اپنی روزی اور زندگی کی ضروریات پوری کرنے کے لیے کام کر سکے۔[57]

امام طبری"جامع البیان"میں بیان کرتے ہیں کہ اللہ تعالی نے دن کو لوگوں کے لئے ایسا وقت بنایا ہے جس میں وہ اپنے روزگار کے لئے کام کر سکتے ہیں۔انہوں نے معاش کو ہر وہ عمل قرار دیا جو انسان اپنی زندگی کی بقاء اور بہتر گزران کے لئے کرتا ہے۔[58]

اگر ہمیشہ دن یا رات ہوتی؟ امام ابن کثیر رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا ہے کہ :

"اگر ہمیشہ دن رہتا تو زمین کی حرارت بڑھ جاتی اور تمام نباتات اور حیوانات ختم ہو جاتے۔اور اگر ہمیشہ رات رہتی تو تمام نباتات اور حیوانات مر جاتے اور زمین بیکار ہو جاتی۔"[59]

امام ابن تیمیہ[60] رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا ہے کہ :

"دن اور رات کا بدلنا اللہ کی قدرت اور حکمت کی نشانی ہے۔اگر ہمیشہ دن یا رات رہتی تو اللہ کی حکمت اور قدرت کی نشانی نہیں ہوتی۔"[61]

زمین کے بارے میں جدید حکماء کی رائے:

امام ابن سینا[62] (الرازی) فرماتے ہیں کہ "دن اور رات کا بدلنا زمین کی گردش کی وجہ سے ہے جو اس کے اپنے مدار پر ہوتی ہے۔"[63]

امام غزالیؒ اپنی کتاب """میں فرماتے ہیں "دن اور رات کا بدلنا اللہ کی قدرت اور حکمت کی نشانی ہے۔"[64]

وَبَنَيْنَا فَوْقَكُمْ سَبْعًا شِدَادًا"

سبع شداد کی تعیین:

تمام مفسرین کا اس بات پر اتفاق ہے کہ "سَبْعًا شِدَادًا" سے مراد سات آسمان ہیں اور یہ آسمان اللہ کی قدرت اور حکمت سے انتہائی مضبوط بنائے گئے ہیں۔ ان میں کوئی نقص، دراڑ یا کمزوری نہیں، اور یہ اللہ کے تخلیقی عمل کا ایک حیران کن شاہکار ہیں۔

اس بات کی تائید امام طبری رحمہ اللہ نے بھی کی ہے کہ اس آیت میں "سَبْعًا شِدَادًا" سے مراد سات آسمان ہی لیے ہیں اور فرماتے ہیں کہ اللہ نے ان آسمانوں کو قوت واستحکام کے ساتھ بنایا ہے۔ ان کے نزدیک یہ سات آسمان اللہ تعالیٰ کی قدرت وحکمت کے شاہکار ہیں۔ [65]

تفسیر مظہری میں بھی "سَبْعًا شِدَادًا" کا ذکر سات آسمانوں کے طور پر کیا گیا ہے اور کہا گیا ہے کہ ان آسمانوں کی مضبوطی اور استحکام اللہ تعالیٰ کی قدرت کا اظہار ہے۔ [66]

آسمان کی مضبوطی:

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں آسمان کی حفاظت اور اس کی مضبوطی کا ذکر کیا ہے:

"اللَّهُ الَّذِي خَلَقَ سَبْعَ سَمَاوَاتٍ طِبَاقًاۖ مَا تَرَىٰ فِي خَلْقِ الرَّحْمَٰنِ مِن تَفَاوُتٍ ۖ فَارْجِعِ الْبَصَرَ هَلْ تَرَىٰ مِن فُطُورٍ" [67]

"اللہ وہ ہے جس نے سات آسمان ایک دوسرے کے اوپر بنائے، تم اللہ کی تخلیق میں کسی قسم کی خرابی نہیں دیکھ سکتے۔ دوبارہ دیکھو، کیا تمہیں کہیں کوئی دراڑ نظر آتی ہے؟"

تفسیر ثعالبی میں اس آیت کی تفسیر میں لکھا ہے:

"اللہ تعالیٰ کی تخلیق میں کوئی کمی، تضاد یا بے ترتیبی نہیں ہے۔ اس میں ہر چیز اپنے مقام پر ہے، اور اس کی ترتیب، توازن اور خوبصورتی اللہ کی قدرت اور حکمت کو ظاہر کرتی ہیں۔ [68]

قیامت کے دن آسمان میں دراڑ پڑنے کا ذکر:

قیامت کے وقت آسمان میں دراڑ پڑنا اور اس کا پھٹ جانا قرآن مجید میں کئی مقامات پر بیان کیا گیا ہے۔ مثلاً:

"فَإِذَا انشَقَّتِ السَّمَاءُ فَكَانَتْ وَرْدَةً كَالدِّهَانِ"۔ [69]

"پس جب آسمان پھٹ جائے گا اور وہ گلاب کی طرح سرخ ہو جائے گا۔"

حکماء کے نزدیک سبع شداد کا مصداق:

حکماء (یعنی قدیم فلسفیوں اور ماہرین فلکیات) کے نزدیک سات سیارے یا ستارے خاص اہمیت کے حامل تھے۔ قدیم فلکیات میں زمین کو کائنات کا مرکز سمجھا جاتا تھا، اور ان کے نزدیک سات اہم سیارے زمین کے گرد اپنے مداروں میں حرکت کرتے تھے۔ یہ سات سیارے سورج، چاند، مریخ، عطارد، مشتری، زہرہ، اور زحل تھے۔ یہ سیارے یا "سات ستارے" قدیم تہذیبوں کے فلکیاتی اور دینی نظام میں بنیادی حیثیت رکھتے تھے۔

سات ستاریں جن کا ذکر بطلیموس[70] نے اپنی کتاب میں کہا ہے:

1. چاند
2. عطارد
3. زہرہ
4. سورج
5. مریخ
6. مشتری
7. زحل

قدیم حکماء کی بات کی بحث علامہ آلوسی رحمہ اللہ نے بہترین اور مفصل انداز میں اپنی تفسیر میں کی ہے۔[71]

امام ابن سینا (الرازی) نے سات ستاروں کی وضاحت اس طرح کی ہے:

"سات ستارے وہ ہیں جو ہمارے نظام شمسی میں موجود ہیں اور یہ سات ستارے زمین کے گرد چکر لگاتے ہیں۔"[72]

امام غزالی (رہ) نے کہا ہے کہ:

"سات ستارے وہ ہیں جو اللہ کی قدرت کی نشانی ہیں اور یہ سات ستارے زمین کے گرد چکر لگاتے ہیں۔"[73]

آسمان کا انکار محض مکابرہ ہے:

"آسمان کا انکار محض مکابرہ ہے" اس کا مطلب یہ ہے کہ آسمان کی موجودگی اور اس کے آثار و علامات کا انکار کرنا،

باوجود اس کے کہ اس کی حقیقت کو مختلف دلائل اور مشاہدات سے ثابت کیا جا چکا ہے، محض ضد یا ہٹ دھرمی کے مترادف ہے۔

فلسفیانہ نقطہ نظر:

فلسفے میں بھی آسمان کے وجود پر دلائل دیے گئے ہیں۔ ارسطو جیسے قدیم فلسفی نے آسمان اور افلاک کو کائنات کے طبعی ڈھانچے میں بنیادی مقام دیا تھا۔

ارسطو(Aristotle) کے مطابق، آسمان یا افلاک کا وجود طبعی کائنات کا حصہ ہے، جو زمین سے باہر موجود ہے اور کائنات کی حد بندی کرتا ہے۔ اس نے اپنے نظریے میں کہا کہ افلاک یا آسمان ایک خاص مادے "ایتر" سے بنے ہوئے ہیں، جو تبدیلی کے بغیر ایک مستقل حرکت میں ہیں۔[74]

"وَجَعَلْنَا سِرَاجًا وَّهَّاجًا" **"وھاج" کا ترجمہ:**

"وھاج" کے معنی کے بارے میں 4 اقوال ہیں:

پہلا قول: عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے نزدیک "وھاج" کا معنی روشن ہے۔[75]

دوسرا قول: امام مجاہدؒ کے نزدیک "وھاج" کا معنی چمک دار ہے۔[76]

تیسرا قول: حسن بصریؒ کے نزدیک "وھاج" کا معنی گرمی کی تپش ہے۔[77]

چوتھا قول: "وھاج" سے مراد ایسا روشن جس میں روشنی اور خوبصورتی دونوں ہو۔[78]

"سراج وھاج" کی تفسیر:

علامہ قرطبیؒ رحمہ اللہ نے اپنی تفسیر "الجامع لأحکام القرآن" میں "سِرَاجًا وَّهَّاجًا" کا معنی بیان کرتے ہوئے کہا کہ "سراج" کا مطلب چراغ یا روشنی کا منبع ہے اور وھّاجًا کا مطلب اس کی تیز روشنی اور حدت ہے جو زمین پر موجود زندگی کے لیے لازمی ہے۔[79]

علامہ طبری رحمہ اللہ نے اپنی تفسیر "جامع البیان عن تأویل آي القرآن" میں "سراج" کو چراغ اور وھّاج کو گرم اور روشنی دینے والا قرار دیا ہے۔ علامہ طبریؒ کے نزدیک یہ الفاظ سورج کی ان خصوصیات کی طرف اشارہ کرتے ہیں جن سے زمین پر موجود مخلوقات کو روشنی اور حرارت فراہم ہوتی ہے۔[80]

علامہ آلوسی رحمہ اللہ: آلوسی نے اپنی تفسیر روح المعانی میں اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے لکھا کہ "سراج" سے مراد سورج ہے اور "وھّاج" سے مراد اس کی تیز روشنی اور حدت ہے جو کہ اللہ کی نشانیوں میں سے ہے۔[81]
مفسرین کی آراء کے مطابق "سِرَاجًا" سے مراد سورج ہے جو کہ روشنی کا منبع ہے اور "وَهَّاجًا" سے مراد اس کی شدت، روشنی اور گرمی ہے۔ان الفاظ کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے سورج کی خصوصیات کو بیان کیا ہے کہ وہ کس طرح زندگی کے لیے ضروری روشنی اور حرارت فراہم کرتا ہے۔

آخرت کی روشنی:

احادیث میں ذکر ہے کہ قیامت کے دن ہر شخص کے اعمال کے مطابق روشنی ہوگی۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:[82]

"قیامت کے دن لوگوں کو ان کے اعمال کے مطابق نور دیا جائے گا؛ بعض کو پہاڑ کے برابر نور دیا جائے گا، بعض کو اس سے کم، اور بعض کو قدموں کے برابر، حتیٰ کہ بعض لوگوں کو ان کے انگوٹھے کے برابر نور دیا جائے گا جو کبھی روشن ہوگا اور کبھی بجھ جائے گا۔"[83]

یہ حدیث واضح کرتی ہے کہ قیامت کے دن لوگوں کا نور ان کے اعمال کے مطابق ہوگا، اور ہر شخص کے نور کی شدت مختلف ہوگی۔

حدیث مبارکہ میں بھی یہ بات وضاحت کے ساتھ موجود ہے:

"روز قیامت سورج کی روشنی نہیں ہوگی، بلکہ جہنم کی روشنی ہی سب کو روشن کرے گی۔"[84]

امام ابن کثیر رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا ہے کہ:

"روز قیامت سورج کی روشنی نہیں ہوگی، بلکہ اللہ کی جلال کی روشنی ہی سب کو روشن کرے گی۔"[85]

ستاروں کی تاثیر، اقوالِ حکماء:

حکماء کے نزدیک ستاروں کی تاثیرات میں سرد اور گرم کے فرق کا ذکر مختلف کلاسیکی اور اسلامی فلکیات کے متون میں کیا گیا ہے۔ قدیم یونانی فلسفہ اور اسلامی حکمت میں یہ تصور کیا گیا کہ ستاروں کی مختلف حرکات اور ان کی حالتیں زمین پر موجود چیزوں پر اثر انداز ہوتی ہیں۔

گرمی اور سردی کی تاثیرات:

1. یونانی فلسفہ:

یونانی حکمت میں جالینوس[86] اور دیگر حکمانے یہ بیان کیا کہ مختلف سیارے اور ستارے زمین کے مختلف عناصر (آگ، پانی، ہوا، مٹی) پر اثرانداز ہوتے ہیں۔ ان عناصر کے اثرات زمین پر مختلف شکلوں میں ظاہر ہوتے ہیں۔ گرم ستارے، جیسے سورج، آگ کے عنصر سے تعلق رکھتے ہیں، اور ان کی تاثیر سے حرارت اور توانائی بڑھتی ہے۔ اسی طرح سرد ستارے جیسے کہ سیارے جو "سرد" سمجھے جاتے ہیں، پانی اور ہوا کے عناصر پر اثرانداز ہوتے ہیں، جو سردی، نمی اور سکون کو بڑھاتے ہیں۔[87]

2. اسلامی حکمت اور طب:

اسلامی حکما جیسے ابن سینا، الرازی، اور البیرونی[88] نے یونانیوں کے علم کو اپنایا اور اس میں اضافہ کیا۔ ابن سینا نے اپنی کتاب "القانون فی الطب" میں ستاروں کی تاثیرات پر تفصیل سے بحث کی ہے۔ ان کے مطابق، سرد اور گرم اثرات سیاروں کی خصوصیات سے جڑے ہوتے ہیں۔ جیسے سورج کو گرم سمجھا گیا ہے اور اس کی تاثیر زمین پ ر گرمائش اور توانائی میں اضافے کا باعث بنتی ہے، جبکہ ماہتاب اور دیگر بعض سیارے سرد تاثیرات رکھتے ہیں۔[89]

3. شمس و قمر کی تاثیرات:

شمس (سورج) کی تاثیر گرم ہوتی ہے کیونکہ یہ ہماری زندگی کے لیے ضروری توانائی فراہم کرتا ہے، جب کہ قمر (چاند) کی تاثیر سرد ہوتی ہے کیونکہ اس کا اثررات کی ٹھنڈک اور سکون پر ہوتا ہے۔ اسی طرح دیگر سیاروں جیسے مشتری اور زہرہ کے اثرات کو بھی گرم یا سرد سمجھا گیا ہے۔[90]

یہ تمام اقوال اس بات کی عکاسی کرتی ہیں کہ قدیم حکمت میں ستاروں کی تاثیرات کا اثر زندگی کے مختلف پہلوؤں پر پڑتا ہے، اور ان کی گرم یا سرد تاثیرات کو مختلف طبعی عناصر سے جوڑا گیا ہے۔

جبکہ ترمذی میں سورج کی سرد اور گرم تاثیر کے بارے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم: " اشْتَكَتِ النَّارُ إِلَى رَبِّهَا وَقَالَتْ: أَكَلَ بَعْضِي بَعْضًا، فَجَعَلَ لَهَا نَفَسَيْنِ، نَفَسًا فِي الشِّتَاءِ، وَنَفَسًا فِي الصَّيْفِ، فَأَمَّا نَفَسُهَا فِي الشِّتَاءِ فَزَمْهَرِيرٌ، وَأَمَّا نَفَسُهَا فِي الصَّيْفِ فَسَمُومٌ "۔[91]

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ[92] رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جہنم نے اپنے رب سے شکایت کی کہ میرا بعض حصہ بعض حصے کو کھائے جارہا ہے، لہٰذا اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے دو سانسیں مقرر کردیں؛ ایک سانس گرمی میں اور ایک سانس جاڑے میں، جہنم کے جاڑے کی سانس سے سخت سردی پڑی ہے۔ اور اس کی گرمی کی سانس سے لو چلتی ہے۔

خلاصہ:

خلاصہ یہ کہ ان آیتوں میں قیامت کے متعلق سوال وجواب اور اللہ تعالیٰ کی قدرت کے مظاہر پر گفتگو کی گئی ہے۔ ان آیات میں قیامت کی حقیقت بیان کرتے ہوئے اسے عظیم خبر قرار دیا گیا ہے جس پر لوگوں میں اختلاف ہے۔ ساتھ ہی زمین، پہاڑ، رات، دن اور آسمان کی تخلیق کے ذریعے اللہ کی قدرت کا ذکر کیا گیا ہے، تاکہ انسان غور وفکر کرے۔

الحواشی

---

[1] (پانی پتی، تفسیر مظہری،10: 208)

[2] ابن منذر رحمہ اللہ(المتوفی:318):

آپ کا مکمل نام "محمد بن ابراہیم بن منذر النیسابوری" تھا، اور چوتھی صدی ہجری کے مشہور محدث اور فقیہ تھے۔ آپ نے احادیث اور فقہ میں کئی اہم کتب لکھیں، جن میں الاوسط فی السنن والإجماع والاختلاف شامل ہے۔ ان کی تصانیف اسلامی قانون اور اصول فقہ کا نمایاں ماخذ ہیں۔ آپ کی وفات 318 ہجری کے قریب ہوئی۔ (الذہبی، سیر أعلام النبلاء، جلد 14)

[3] (يقول تعالى ذكره معدّدا على هؤلاء المشركين نِعَمه وأياديه عندهم، وإحسانه إليهم، وكفرانهم ما أنعم به عليهم، ومتوعدهم بما أعدّ لهم عند ورودهم عليه من صنوف عقابه، وأليم عذابه، طبری، جامع البیان عن تاویل آی القرآن، 24: 151)

[4] امام حاکم نیشاپوری رحمۃ اللہ علیہ(المتوفی:405):

امام محمد بن عبداللہ الحاکم 3ربیع الاول 321ھ میں نیشاپور میں پیدا ہوئے۔ وہ محدثین میں ممتاز مقام رکھتے ہیں۔ ان کی معروف کتاب المستدرک علی الصحیحین ہے، جس میں انہوں نے بخاری و مسلم کی احادیث کے مطابق صحیح احادیث کو جمع کیا۔ آپ کا محدثانہ معیار محتاط اور علمی طور پر قابل قدر ہے۔ (الذہبی، تذکرۃ الحفاظ، جلد 3، صفحہ 1046-1051)

5 جبل ابی قعیس:

جبل ابی قعیس مکہ مکرمہ میں موجود ایک تاریخی پہاڑ ہے، جو کعبہ مشرفہ کے قریب واقع ہے۔یہ مکہ کے اہم ترین پہاڑوں میں شامل ہے اور اسلامی تاریخ میں خاص اہمیت رکھتا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ یہ وہ پہاڑ ہے جہاں حضرت آدم علیہ السلام کے زمانے میں "حجرِ اسود" رکھا گیا تھا۔ مشہور روایت کے مطابق، نبی اکرم ﷺ نے معجزہ شق القمر اسی پہاڑ کے اوپر دکھایا تھا۔یہ مسجد الحرام کے مشرق میں واقع ہے اور کعبہ کے قریب ہونے کے باعث ہمیشہ مقدس مانا گیا۔(تاریخ مکہ مکرمہ، محمد الیاس عبدالغنی، 1: 45)

6 (عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضي الله عنهما، قَالَ: «لَمَّا أَرَادَ اللَّهُ أَنْ يَخْلُقَ الْخَلْقَ أَرْسَلَ الرِّيحَ، فَتَسَحَّبَتِ الْمَاءَ حَتَّى أَبْدَتْ عَنْ حَشَفَةٍ وَهِيَ الَّتِي تَحْتَ الْكَعْبَةِ، ثُمَّ مَدَّ الْأَرْضَ حَتَّى بَلَغَتْ مَا شَاءَ اللَّهُ مِنَ الطُّولِ وَالْعَرْضِ» ، قَالَ: وَكَانَتْ هَكَذَا تَمْتَدُّ وَأَرَانِي ابْنُ عَبَّاسٍ بِيَدِهِ هَكَذَا وَهَكَذَا، قَالَ: «فَجَعَلَ اللَّهُ الْجِبَالَ رَوَاسِيَ أَوْتَادًا» فَكَانَ أَبُو قُبَيْسٍ مِنْ أَوَّلِ جَبَلٍ وُضِعَ فِي الْأَرْضِ «هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحُ الْإِسْنَادِ وَلَمْ يُخَرِّجَاهُ»، (حاکم، ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ حاکم نیشاپوری،(405ھ)، مستدرک علی الصحیحین للحاکم، دار الکتب العلمیہ، 2: 556)

7 (تفسیر ابن منذر)

8 (سورۃالاسراء: 18)

9 (سورہ البقرہ: 82)

10 (سورہ آل عمران: 85)

11 (سورہ النساء: 57)

12 (سورہ التوبہ: 72)

13 سورۃابراہیم: 48

14 ({يَوْمَ تُبَدَّلُ الأَرْضُ غَيْرَ الأَرْضِ وَالسَّمَاوَاتُ} أَيْ: وَعْدُهُ هَذَا حَاصِلٌ يَوْمَ تُبَدَّلُ الْأَرْضُ غَيْرَ الْأَرْضِ، وَهِيَ هَذِهِ عَلَى غَيْرِ الصِّفَةِ الْمَأْلُوفَةِ الْمَعْرُوفَةِ، ابن کثیر، تفسیر القرآن العظیم، 4: 518)

15 (سورہ انسان: 13)

16 (طبری، جامع البیان عن تاویل آی القرآن،)

17 (ابن ماجہ، کتاب الزهد، باب صفۃ الجنۃ، حدیث: 4337)

18 (والمِهادُ: الفِراش. وَقَدْ مَهَدْتُ الفِراشَ مَهْداً: بَسَطْتُه ووَطَّأْتُه. يُقَالُ للفِراشِ، ابن منظور لسان العرب، 3: 410)

[19] لما أنكروا البعث قيل لهم ألم يخلق من أضيف إليه البعث هذه الخلائق العجيبة فلم تنكرون قدرته على البعث وما هو إلا اختراع كهذه الاختراعات أو قيل لهم لم فعل هذه الأشياء والحكيم لا يفعل عبثاً وإنكار البعث يؤدي إلى أنه عابث في كل ما فعل {مهادا} فراشاً فرشناها لكم حتى سكنتموها، النسفی،ابوالبرکات،عبداللہ بن احمد،(710ھ)،مدارک التنزیل وحقائق التاویل،(بیروت:دارالکلم الطیب،1419ھ)3: 590

[20] امام بغوی رحمۃ اللہ علیہ(المتوفی:510):

امام حسین بن مسعود البغوی مشہور شافعی،ایرانی مفسر، محدث اور فقیہ تھے،جو433ھ میں پیداہوئے۔ ان کی تفسیر معالم التنزیل اور حدیث کی مشہور کتاب مصابیح السُّنۃ ہیں۔آپ شافعی فقہ کے پیروکار تھے اور سادگی و تواضع کے پیکر تھے۔ (ابن کثیر، البدایہ والنہایہ، جلد 12، صفحہ 271)

[21] (بغوی،8: 312)

[22] (والوَتْدُ والوَدُّ: مَا رُزَّ فِي الحائِطِ أَو الأَرض مِنَ الْخَشَبِ، وَالْجَمْعُ أَوتادٌ، ابن منظور،لسان العرب،3: 444)

[23] ارسطو(المتوفی:384ق م):

ارسطو قدیم یونانی فلسفی، منطقی اور سائنس دان تھے۔وہ322عیسوی میں اسٹیجرا(مقدونیہ ,Stagira)میں پیداہوئے۔ انہوں نے افلاطون کے شاگرد اور سکندر اعظم کے استاد کی حیثیت سے شہرت پائی۔ان کے نظریات فلسفہ، منطق، حیاتیات اور اخلاقیات پر گہرے اثرات رکھتے ہیں۔ارسطو کو منطق کا بانی کہاجاتاہے۔ان کی اہم تصانیف میں میٹافزکس اور نکومیکین ایتھکس شامل ہیں۔

(Barnes, Jonathan, Aristotle: A Very Short Introduction)

[24] ابن رشد(المتوفی:1198ق م):

ابن رشد کا پورانام ابوالولید محمد بن احمد بن رشد تھا۔وہ قرطبہ(موجود سپین) میں پیدا ہوئے۔ مغربی دنیا میں وہAverroesکے نام سے جاناجاتاہے۔ابن رشد اندلس کے فلسفی، قاضی، طبیب اور منطق دان تھے۔ان کی تصانیف میں تہافۃ التہافۃ اور ارسطو کی شروحات شامل ہیں۔وہ اسلامی فلسفہ اور ارسطوئی فکر کے امتزاج کے لیے مشہور ہیں۔

(Fakhry, Majid, A History of Islamic Philosophy)

[25] (هُوَ الدَّائِرَةُ الَّتِي عَلَيْهَا حَرَكَتُهَا حَيْثُ لَا تَمِيلُ عَنْ مِنْطَقَةِ الْبُرُوجِ عَلَى مُرُورِ الشَّمْسِ، تفسیر رازی، تفسیر کبیر ومفاتیح الغیب، 26: 277)

[26] مفتی شفیع رحمۃ اللہ علیہ(المتوفی:1976ق م):

مفتی محمد شفیع عثمانی پاکستان کے معروف عالم دین اور مفسر قرآن تھے۔آپ کی ولادی25جنوری1897ءمیں دیوبند میں ہوئی۔ آپ نے دارالعلوم دیوبند میں تدریس کی اور معارف القرآن جیسی اہم تفسیر تحریر کی۔تحریکِ پاکستان کے ایک اہم رہنمااور مفتی اعظم پاکستان تھے۔مولاناشبیر احمد عثمانی کی دعوت پر اپنا آبائی وطن دیوبند چھوڑ کر پاکستان ہجرت کی۔آپ نے کراچی کے علاقے کورنگی میں ایک وسیع وعریض مدرسہ جامعہ دارالعلوم کراچی قائم کیاجو پاکستان کا سب سے بڑادینی مدرسہ ہے۔(یوسف بنوری، حیات مفتی شفیع)

27 (ملخص از معارف القرآن، مفتی محمد شفیع رحمہ اللہ،7: 422)

28 (وَخَلَقْناكُمْ أَزْواجاً) أَيْ أَصْنَافًا: ذَكَرًا وَأُنْثَى. وَقِيلَ: أَلْوَانًا. وَقِيلَ: يَدْخُلُ فِي هَذَا كُلُّ زَوْجٍ مِنْ قَبِيحٍ وَحَسَنٍ، وَطَوِيلٍ وَقَصِيرٍ، لِتَخْتَلِفَ الْأَحْوَالُ فَيَقَعُ الِاعْتِبَارُ، فَيَشْكُرُ الْفَاضِلُ وَيَصْبِرُ الْمَفْضُولُ، قرطبّی، ابوعبداللہ، محمد بن احمد القرطبّی،()،الجامع لاحکام القرآن الشہیر بتفسیر القرطبّی،(مصر: دارالکتب المصریہ القاہرہ،(1484ھ)،19: 171)

29 ({وَخَلَقْنَاكُمْ أَزْوَاجًا} يَعْنِي: ذَكَرًا وَأُنْثَى، يَسْتَمْتِعُ كُلٌّ مِنْهُمَا بِالْآخَرِ، وَيَحْصُلُ التَّنَاسُلُ بِذَلِكَ، تفسیر ابن کثیر،8تفسیر القرآن العظیم: 302)

30 (سورہ ذاریات:56)

31 (سنن نسائی،کتاب ا لنکاح،حدیث:3227)

32 (سورۃالکہف:29)

33 (سورۃالدھر: 29-30)

34 (وَقَوْلُهُ: {وَجَعَلْنَا نَوْمَكُمْ سُبَاتًا} أَيْ: قَطْعًا لِلْحَرَكَةِ لِتَحْصُلَ الراحة من كثرة الترداد والسعي فِي الْمَعَايِشِ (1) فِي عَرْضِ النَّهَارِ. وَقَدْ تَقَدَّمَ مِثْلُ هَذِهِ الْآيَةِ فِي سُورَةِ "الْفُرْقَانِ" ، تفسیر ابن کثیر، تفسیر القرآن العظیم،8: 303)

35 (وَجَعَلْنَا نَوْمَكُمْ سُبَاتًا) يقول: وجعلنا نومكم لكم راحة ودَعة، تهدءون به وتسكنون، كأنكم أموات لا تشعرون، وأنتم أحياء لم تفارقكم الأرواح، طبری، جامع البیان عن تاویل آی القرآن،24: 151)

36 (وَجَعَلْنا نَوْمَكُمْ) جَعَلْنا مَعْنَاهُ صَيَّرْنَا، وَلِذَلِكَ تَعَدَّتْ إِلَى مَفْعُولَيْنِ. سُباتاً الْمَفْعُولُ الثَّانِي، أَيْ رَاحَةً لِأَبْدَانِكُمْ، تفسیر قرطبّی،الجامع لاحکام القرآن،19: 171)

37 (أَيْ: وَمِنَ الْآيَاتِ مَا جُعِلَ لَكُمْ مِنْ صِفَةِ النَّوْمِ فِي اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ، فِيهِ تَحْصُلُ الرَّاحَةُ وَسُكُونُ الْحَرَكَةِ، تفسیر ابن کثیر، تفسیر القرآن العظیم،6: 310)

38 ({وَجَعَلْنَا نَوْمكُمْ سُبَاتًا} رَاحَة لِأَبْدَانِكُمْ، (جلال الدین، تفسیر جلالین،787)

39 (سورۃالحج،آیات 1-2)

[40] (إِنَّ الشَّمْسَ تَدْنُو يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنَ الْخَلْقِ حَتَّى تَكُونَ مِنْهُمْ كَمِقْدَارِ مِيلٍ، فَيَكُونُ النَّاسُ عَلَى قَدْرِ أَعْمَالِهِمْ فِي الْعَرَقِ، فَمِنْهُمْ مَنْ يَكُونُ إِلَى كَعْبَيْهِ، وَمِنْهُمْ مَنْ يَكُونُ إِلَى رُكْبَتَيْهِ، وَمِنْهُمْ مَنْ يَكُونُ إِلَى حَقْوَيْهِ، وَمِنْهُمْ مَنْ يُلْجِمُهُ الْعَرَقُ إِلْجَامًا، مسلم، صحیح مسلم، کتاب الجنۃ وصفۃ نعیمھا واھلھا، : 2864)

[41] حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا(المتوفی58ھ):

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نبی کریم ﷺ کی زوجہ مطہرہ، حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی اور اسلام کی ممتاز خاتون تھیں۔وہ حمیرا اور صدیقہ کے لقب سے مشہور تھیں۔آپ نے کثیر تعداد میں احادیث روایت کیں اور علمی، فقہی اور سماجی رہنمائی فراہم

کی۔آپ کا علمی مقام تمام صحابیات میں نمایاں تھا۔ (ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، جلد 8، صفحہ 80-50)

[42] (يُحْشَرُ النَّاسُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ حُفَاةً عُرَاةً غُرْلًا، صحیح بخاری، کتاب الرقاق، باب کیف الحشر، حدیث: 6527)

[43] (الفرقان: 25)

[44] (غزالی، احیاء علوم الدین)

[45] (سورۃ الزمر: 42)

[46] (المنجد، ص٧٥٦)

[47] (فیروز آبادی، القاموس المحیط، ص٧٦٦)

[48] ({وَجَعَلْنَا اللَّيْلَ لِبَاسًا} أَيْ: يَغْشَى النَّاسَ ظَلَامُهُ وَسَوَادُهُ، تفسیر ابن کثیر، تفسیر القرآن العظیم، 8 : 303)

[49] ({وَجَعَلْنَا اللَّيْل لِبَاسًا} سَاتِرًا بِسَوَادِهِ، جلال الدین، تفسیر جلالین، 787)

[50] علامہ آلوسی (المتوفی: 1217ھ):

مفسر قرآن اور عالم دین، ان کا پورا نام شاہ عبد اللہ بن محمود آلوسی بغدادی تھا۔ان کی مشہور تفسیر "روح المعانی" تفسیر و حدیث کی گہری علمی تحقیق کا شاہکار ہے۔وہ بغداد میں پیدا ہوئے اور فقہ حنبلی کے پیروکار تھے۔ان کے علوم میں تفسیر، حدیث، فقہ اور ادب شامل ہیں۔ (آلوسی، عبد اللہ، "روح المعانی"، دار الفکر، بیروت)

[51] (وَجَعَلْنَا اللَّيْلَ الذي يقع فيه النوم غالبا لِباساً يستركم بظلامه كما يستركم اللباس، آلوسی، تفسیر القرآن العظیم والسبع المثانی الشہیر بتفسیر روح المعانی، 15: 206)

[52] (ق: 40)

[53] (مسلم، کتاب الایمان، باب 1)

54 (ابوداؤد، کتاب السنہ، باب 1)

55 (العَيْشُ: الحياة. وقد عاشَ الرجل مَعاشاً ومَعيشاً. وكلٌّ واحدٍ منهما يصلح أن يكون مصدراً، الزبیدی، محمد مرتضیٰ الحسینی الزبیدی،()،تاج العروس من جواہر القاموس،(کویت: وزارۃ الارشاد والانباء فی الکویت،1385ھ)،3: 1012)

56 (فیروز، مولانا فیروز الدین، فروز اللغات، (کراچی: فروز سنز پرائیویٹ لمیٹڈ، 643)

57 (وَمَعْنَى كَوْنِ النَّهَارِ مَعَاشًا أَنَّ الْخَلْقَ إِنَّمَا يُمْكِنُهُمُ التَّقَلُّبُ فِي حَوَائِجِهِمْ وَمَكَاسِبِهِمْ فِي النَّهَارِ لَا في الليل، تفسیر رازی، تفسیر کبیر ومفاتیح الغیب، 31: 10)

58 (يقول: وجعلنا النهار لكم ضياء لتنتشروا فيه لمعاشكم، وتتصرّفوا فيه لمصالح دنياكم، وابتغاء فضل الله فيه، طبری، جامع البیان عن تاویل آی القرآن،24: 152)

59 (تفسیر ابن کثیر، تفسیر القرآن العظیم،۱: ۲۳)

60 علامہ ابن تیمیہ (المتوفی:728ھ):

شیخ الاسلام ابن تیمیہ کا پورا نام احمد بن عبدالحلیم بن عبدالسلام تیمیہ الحرانی ہے۔آپ حنبلی مکتب فکر کے معروف عالم، فلسفی اور مصلح تھے۔آپ 661ھ میں حران میں دمشق (موجودہ ترکی) میں پیدا ہوئے۔ان کی تصانیف میں "مجموع فتاویٰ" اور "الجواب الصحیح" شامل ہیں۔وہ توحید کے پرچارک اور بدعات کے خلاف سخت موقف کے لیے مشہور ہیں۔ شام میں 728ھ میں وفات پائی۔(ابن قیم، "المدارج"، دار عالم الفوائد)

61 (ابن تیمیہ، تقی الدین احمد بن عبدالحلیم الحرانی،(728ھ)، مجموعۃ الفتاوی،۱: ۱۲۳)

62 ابن سینا (المتوفی: 1037ء):

ابن سینا کا اصل نام ابو علی حسین بن عبداللہ بن سینا تھا۔وہ 980ئ میں بخارا (موجودہ ازبکستان) کے قریب ایک گاؤں افشانہ میں پیدا ہوا۔ابن سینا، فلسفی، طبیب اور سائنس دان تھے، جنہیں مغرب میں "Avicenna" کہا جاتا ہے۔ان کی مشہور کتابیں "القانون فی الطب" اور "الشفا" ہیں۔وہ فلسفہ، منطق، اور طب میں اسلامی دنیا کے نمایاں مفکرین میں شامل ہیں۔

(ابن سینا،الشفاء Gutas, Dimitri, Islamic Texts Society)

63 (الاشارات و التنبیہات، جلد۱، صفحہ ۲۳)

64 (غزالی، احیاء علوم الدین،۱: ۱۲)

65 (وَبَنَيْنَا فَوْقَكُمْ) : وسقفنا فوقكم، فجعل السقف بناء، إذ كانت العرب تسمي سقوف البيوت - وهي سماؤها - بناءً وكانت السماء للأرض سقفا، طبری،جامع البیان عن تاویل آی القرآن،24: 152)

66 (پانی پتی، تفسیر مظہری، سورۃالنباءآیت12)

67 (الملک:3)

68 وقوله سبحانه: مَّا تَرى فِي خَلْقِ الرَّحْمنِ مِنْ تَفاوُتٍ معناه من قِلَّةِ تَنَاسُبٍ، ومنْ خروجٍ عن إتقانٍ- (ثعالبی،ابوزید عبدالرحمن بن محمد ثعالبی،(875ھ)، تفسیر ثعالبی،5: 457)

69 (الرحمن:37)

70 بطلیموس (المتوفی:170ق م):

بطلیموس کا مکمل نام Vlaudius Ptolemy تھا،وہ 100عیسوی میں مصر کے شہر اسکندریہ میں پیدا ہوا۔یونانی ماہر فلکیات، جغرافیہ دان اور ریاضی دان تھے۔ان کی کتاب "المجسطی(Almagest) " قدیم فلکیات کا بنیادی ماخذ سمجھی جاتی ہے۔ان کے جغرافیہ کے نظریات قرون وسطیٰ تک مستند سمجھے گئے۔

(ٹومپسن، مارک، "دی ہسٹری آف اسٹرانومی"، کیمبرج)

71 (آلوسی، تفسیر القرآن العظیم والسبع المثانی الشہیر بتفسیر روح المعانی،15: 209)

72 (الاشارات و التنبیہات، جلد ا، صفحہ ۲۳)

73 (غزالی،احیاءعلوم الدین، جلد ا، صفحہ ۱۲)

74 (فیزکس، کتاب1، باب2)

75 (عَنْ مَعْمَرٍ ، عَنْ قَتَادَةَ ، فِي قَوْلِهِ تَعَالَى: {سِرَاجًا وَهَّاجًا} [النبإ:13]قَالَ:«الْوَهَّاجُ الْمُنِيرُ»، (عبدالرزاق، ابو بکر عبدالرحمن بن ہمام،(211ھ)، تفسیر عبدالرزاق،(بیروت: دارالکتب العلمیہ1419ھ)،3: 382)

76 (عَنْ مُجَاهِدٍ: {وَجَعَلْنَا سِرَاجًا وَهَّاجًا} [النبإ:13] قَالَ: «يَتَلَأْلَأُ»، مجاہد،مجاہد بن جبیر المخزومی،(104ھ)، تفسیر مجاہد، (مصر: دارالفکرالاسلامی الحدیثہ،1410ھ)،)

77 (وَجَعَلْنا سِراجاً وَهَّاجاً يعني الشمس «وحرها، بلخی،ابوالحسن مقاتل بن سلیمان البلخی،(150ھ)، تفسیر مقاتل بن سلیمان،(بیروت: داراحیاءالتراث،1423ھ)،4: 559)

78 (وجمع بينهما مقاتل فقال: جعل فيهما نوراً وحراً،الواحدی،ابوالحسن، علی بن احمد بن محمد الواحدی،(468ھ)،التفسیر البسیط، (عمادۃالبحث العلمی،1430ھ)،23: 118)

79 (وَجَعَلْنا سِراجاً وَهَّاجاً) أَيْ وَقَّادًا وَهِيَ الشَّمْسُ. وَجَعَلَ هُنَا بِمَعْنَى خَلَقَ، لِأَنَّهَا تَعَدَّتْ لِمَفْعُولٍ وَاحِدٍ وَالْوَهَّاجُ الَّذِي لَهُ وَهَجٌ، يُقَالُ: وَهَجَ يَهِجُ وَهْجًا وَوَهَجًا وَوَهَجَانًا. وَيُقَالُ لِلْجَوْهَرِ إِذَا تَلَأْلَأَ تَوَهَّجَ، تفسیر قرطبی، الجامع لاحکام القرآن،19: 172)

80 (وقوله: (وَجَعَلْنَا سِرَاجًا وَهَّاجًا) يقول تعالى ذكره: وجعلنا سراجا، يعني بالسراج: الشمس وقوله: (وَهَّاجًا) يعني: وقادا مضيئا، طبری، جامع البیان عن تاویل آی القرآن،24: 152)

81 (وَجَعَلْنا أي أنشأنا وأبدعنا سِراجاً وَهَّاجاً مشرقا متلألئا من وهجت النار إذا أضاءت أو بالغا في الحرارة من الوهج، آلوسی، تفسیر روح المعانی،15: 208)

82 حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ صحابی رسول ﷺ اور قریش کے خاندان بنو ہذیل سے تعلق رکھتے تھے۔وہ سابقین اولین میں سے تھے۔علم قرآن و حدیث میں گہری بصیرت رکھتے تھے اور فقہ اسلامی کے بنیادی ماہرین میں شمار ہوتے ہیں۔وہ رسول اللہ ﷺ کے قریبی ساتھیوں میں شامل تھے۔فقہ حنفی کا ایک بڑا ذخیرہ ان کے فتاویٰ جات پر مشتمل ہے۔آپ نے 32ھ میں مدینہ منورہ میں وفات پائی۔(ابن سعد، "طبقات ابن سعد"، دار صادر)

83 (مسند احمد، حدیث نمبر 3934)

84 (سنن ابن ماجہ، کتاب الفتن، باب ۳۳)

85 (تفسیر ابن کثیر، تفسیر القرآن العظیم، ۴: ۲۳)

86 جالینوس (المتوفی:200ق م):

جالینوس یونانی طبیب اور ماہر جسمانیات تھے۔وہ 129 عیسوی میں ترکی کے علاقے پرگامیں پیدا ہوا۔وہ رومی سلطنت کے دور میں اپنی طبّی تحقیقات اور تدریسی خدمات کی وجہ سے مشہور ہوا۔انہوں نے انسانی جسم کی ساخت اور بیماریوں پر تحقیق کی۔ان کی تحریریں قرون وسطیٰ میں طب کے لیے مستند تھیں۔ (ناٹو، لینا، "دی ورکس آف گیلن"، کیمبرج پریس)

87 ابن سینا، "القانون فی الطب"

88 البیرونی (المتوفی:1048):

البیرونی کا اصل نام ابوریحان محمد بن احمد البیرونی تھا، وہ خوارزم (موجودہ ازبکستان) میں پیدا ہوئے۔البیرونی عظیم مسلمان سائنس دان، مورخ اور فلسفی تھے۔انہیں "استاد" اور "عصر کے افلاطون" جیسے القابات سے یاد کیا جاتا ہے۔ان کی تصانیف "کتاب الہند" اور "قانون مسعودی" سائنس اور جغرافیہ کے حوالے سے اہم ہیں۔وہ ریاضی، فلکیات، اور طبیعیات کے میدان میں مشہور ہیں۔ (البیرونی، ابو ریحان، "تحقیق ما للہند"، دار الفکر، بیروت)

89 الرازی، "الحاوی"

90 البیرونی، "کتاب الآثار الباقیہ"

91 جامع ترمذی،کتاب صفة جہنم عن رسول اللہ ﷺ، باب ما جاء ان للنار نفسین وما ذکر من یخرج من النار من اهل التوحید، حدیث:2592)

92 حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ(المتوفی:57ھ):

آپ کا اصل نام "عبدالرحمٰن بن صخر الدوسی" تھا، اور آپ قبیلہ دوس سے تعلق رکھتے تھے۔ نبی کریم ﷺ کے سب سے زیادہ احادیث روایت کرنے والے صحابی ہیں۔ آپ نے 5374 احادیث روایت کیں، جو بخاری و مسلم میں بھی موجود ہیں۔ آپ کی زہد و عبادت مشہور تھی، اور آپ کا زیادہ وقت علم دین کی اشاعت میں گزرتا تھا۔ وفات 57 ہجری میں مدینہ منورہ میں ہوئی۔ (ابن حجر، الاصابہ فی تمییز الصحابہ، جلد 4)

References

……………………………………………………….
(Panipati, Tafseer Mazhari, 10: 208)
Ibn Munzir (d. 318 AH):
His full name was Muhammad ibn Ibrahim ibn Munzir al-Naysaburi, a renowned hadith scholar and jurist of the 4th century AH. He authored several important works on hadith and jurisprudence, including al-Awsat fi al-Sunan wa al-Ijma‘ wa al-Ikhtilaf. His writings are considered significant sources for Islamic law and principles of jurisprudence. He passed away around 318 AH. (Al-Dhahabi, Siyar A‘lam al-Nubala, Vol. 14)
(Yaqool Ta'ala Zikrahu mu'addadan 'ala ha'ula' al-mushrikeen ni'amah wa ayadiyahu 'indahum, wa ihsanahu ilayhim, wa kufranahum ma an'amahu 'alayhim, wa mutawadi'ahum bima a'add lahum 'ind wuroodihim 'alayhi min sunoof 'iqabihi, wa aleem 'adhabihi, Tabari, Jami' al-Bayan 'an Ta'wil Ay al-Quran, 24: 151)
Imam al-Hakim al-Naysaburi (d. 405 AH):
Imam Muhammad ibn ‘Abdullah al-Hakim was born on 3rd Rabi‘ al-Awwal 321 AH in Nishapur. He held a distinguished rank among hadith scholars. His famous work, *al-Mustadrak ‘ala al-Sahihayn*, compiled authentic hadiths according to the criteria of al-Bukhari and Muslim. His scholarly standards in hadith were meticulous and highly valued. *(Al-Dhahabi, Tadhkirat al-Huffaz, Vol. 3, pp. 1046–1051)*
Jabal Abi Qubays:
Jabal Abi Qubays is a historic mountain in Makkah, located near the Kaaba. It is among the most significant mountains of Makkah with great importance in Islamic history. It is said that during the time of Prophet Adam (peace be upon him), the Black Stone (*Hajar al-Aswad*) was placed there. According to famous narration, the Prophet Muhammad ﷺ displayed the miracle of splitting the moon from this mountain. Located to the east of Masjid al-Haram, it has always been considered sacred due to its proximity to the Kaaba. *(Tarikh Makkah al-Mukarramah, Muhammad Ilyas Abdul Ghani, 1:45)*
(Hakim, Abu Abdullah Muhammad bin Abdullah Hakim Nishapuri, (405H), Mustadrak ‘ala al-Sahihayn lil Hakim, Dar al-Kutub al-Ilmiyah, 2:556)

(Tafseer Ibn Mundhir)
(Surat al-Isra: 18)
(Surat al-Baqarah: 82)
(Surat Aal-e-Imran: 85)
(Surat al-Nisa: 57)
(Surat al-Tawbah: 72)
(Surat Ibrahim: 48)
(Ibn Kathir, Tafseer al-Quran al-Azeem, 4: 518)
(Surat al-Insan: 13)
(Tabari, Jami' al-Bayan 'an Ta'wil Ay al-Quran)
(Ibn Majah, Kitab al-Zuhd, Bab Sifat al-Jannah, Hadith: 4337)
(Nasafi, Abu al-Barakat, Abdullah bin Ahmad, (710H), Madarik al-Tanzeel wa Haqa'iq al-Ta'wil, (Beirut: Dar al-Kalam al-Tayyib, 1419H) 3: 590
Imam al-Baghawi (d. 510 AH):
Imam Husayn ibn Mas'ud al-Baghawi was a prominent Shafi'i, Iranian commentator of the Qur'an, hadith scholar, and jurist, born in 433 AH. His famous tafsir Ma'alim al-Tanzil and hadith collection Masabih al-Sunnah are well-known. He was a follower of the Shafi'i school of jurisprudence and was known for his humility and simplicity. (Ibn Kathir, al-Bidayah wa al-Nihayah, Vol. 12, p. 271)
(Baghawi, 8: 312)
(Wal-Watd wal-Wudd: ma ruzza fi al-ha'it aw al-ardh min al-khashab, wal-jam' awtad, Ibn Manzoor, Lisan al-Arab, 3: 444)
Aristotle (d. 384 BCE):
Aristotle was an ancient Greek philosopher, logician, and scientist. He was born in 322 BCE in Stagira, Macedonia. He gained fame as a student of Plato and the teacher of Alexander the Great. His ideas influenced philosophy, logic, biology, and ethics. Known as the founder of formal logic, his notable works include *Metaphysics* and *Nicomachean Ethics*.
Ibn Rushd (d. 1198 CE):
Ibn Rushd's full name was *Abu al-Walid Muhammad ibn Ahmad ibn Rushd*. Born in Cordoba (present-day Spain), he is known in the West as Averroes. He was an Andalusian philosopher, judge, physician, and logician. His works include *Tahafut al-Tahafut* and commentaries on Aristotle. He is celebrated for merging Islamic philosophy with Aristotelian thought.
(Fakhry, Majid, A History of Islamic Philosophy)
(Huwa al-da'irah allati 'alayha harakatuhā haythu la tamil 'an mintaqat al-burooj 'ala muroor al-shams, Tafseer Razi, Tafseer Kabir wa Mafatih al-Ghayb, 26: 277)
Mufti Shafi' (d. 1976 CE):
Mufti Muhammad Shafi' Usmani was a renowned Pakistani Islamic scholar and commentator of the Qur'an. Born on 25 January 1897 in Deoband, he taught at Darul Uloom Deoband and authored the notable tafsir *Ma'ariful Qur'an*. He was an important figure in the Pakistan Movement and served as Pakistan's first Grand Mufti. At the invitation of Maulana Shabbir Ahmad Usmani, he migrated to Pakistan and founded Jamia Darul Uloom Karachi, now the country's largest Islamic seminary. *(Yusuf Binori, Hayat Mufti Shafi')*
(Mukhtasar az Ma'arif al-Quran, Mufti Muhammad Shafi' Rahimahullah, 7: 422)

(Qurtubi, Abu Abdullah, Muhammad bin Ahmad al-Qurtubi, (?), al-Jami' li Ahkam al-Quran al-Shahir bi Tafseer al-Qurtubi, (Misr: Dar al-Kutub al-Misriyah al-Qahira, (1484H), 19: 171)
({Wa Khalaqnakum Azwajan} ya'ni: zakaran wa untha, yastamti' kull minhuma bil-akhir, wa yahsul al-tanasul bidhak, Tafseer Ibn Kathir, 8 Tafseer al-Quran al-Azeem: 302)
(Surat al-Dhariyat: 56)
(Sunan Nasa'i, Kitab al-Nikah, Hadith: 3227)
(Surat al-Kahf: 29)
(Surat al-Dahr: 29-30)
(Tafseer Ibn Kathir, Tafseer al-Quran al-Azeem, 8: 303)
(Tabari, Jami' al-Bayan 'an Ta'wil Ay al-Quran, 24: 151)
(Tafseer Qurtubi, al-Jami' li Ahkam al-Quran, 19: 171)
(Tafseer Ibn Kathir, Tafseer al-Quran al-Azeem, 6: 310)
(Jalaluddin, Tafseer Jalalayn, 787)
(Surat al-Hajj, Ayat 1-2)

(Muslim, Sahih Muslim, Kitab al-Jannah wa Sifat Na'imha wa Ahlaha, 2864)
Hazarat A'ishah (RA) (d. 58 AH):
Lady A'ishah (RA) was the beloved wife of the Prophet Muhammad ﷺ, daughter of Abu Bakr al-Siddiq (RA), and a distinguished figure in Islam. Known as *Humayra* and *Siddiqa*, she narrated a large number of hadiths and provided significant scholarly, legal, and social guidance. Her knowledge was unparalleled among the female companions. *(Ibn Sa'd, al-Tabaqat al-Kubra, Vol. 8, pp. 50–80)*
(Sahih Bukhari, Kitab al-Riqaq, Bab Kayf al-Hashr, Hadith: 6527)
(Al-Furqan: 25)
(Ghazali, Ihya' 'Uloom al-Deen)
(Surat al-Zumar: 42)
(Al-Munjid, p. 756)
(Fayruzabadi, al-Qamus al-Muheet, p. 766)
(Tafseer Ibn Kathir, Tafseer al-Quran al-Azeem, 8: 303)
(Jalaluddin, Tafseer Jalalayn, 787)
Allama al-Alusi (d. 1217 AH):
Shah 'Abdullah ibn Mahmud al-Alusi al-Baghdadi was a Qur'anic commentator and Islamic scholar. His renowned tafsir *Ruh al-Ma'ani* is a masterpiece of Qur'anic and hadith scholarship. Born in Baghdad, he was a follower of the Hanbali school. His expertise spanned tafsir, hadith, jurisprudence, and literature. *(Al-Alusi, Abdullah, Ruh al-Ma'ani, Dar al-Fikr, Beirut)*
(Alusi, Tafseer al-Quran al-Azeem wa al-Sab' al-Mathani al-Shahir bi Tafseer Ruh al-Ma'ani, 15: 206)
(Q: 40)
(Muslim, Kitab al-Iman, Bab 1)
(Abu Dawud, Kitab al-Sunnah, Bab 1)
(Al-'Aish: al-Hayat. wa qad 'asha al-rajul ma'ashan wa ma'ishan. wa kull wahid minhuma yuslih an yakun masdaran, al-Zabidi, Muhammad Murtaza al-Husseini al-Zabidi, (?), Taj al-'Aroos min Jawahir al-Qamus, (Kuwait: Wizarat al-Irshad wa al-Anba' fi al-Kuwait, 1385H), 3: 1012)
(Fayruz, Maulana Fayruz al-Din, Feroz al-Lughat, (Karachi: Feroz Sons Private Limited, 643)

(Tafseer Razi, Tafseer Kabir wa Mafatih al-Ghayb, 31: 10)
(Tabari, Jami' al-Bayan 'an Ta'wil Ay al-Quran, 24: 152)
(Tafseer Ibn Kathir, Tafseer al-Quran al-Azeem, 1: 23)
Ibn Taymiyyah (d. 728 AH):
Shaykh al-Islam Ibn Taymiyyah's full name was *Ahmad ibn 'Abd al-Halim ibn 'Abd al-Salam ibn Taymiyyah al-Harrani*. A renowned scholar, philosopher, and reformer of the Hanbali school, he was born in 661 AH in Harran (present-day Turkey). His works include *Majmu' al-Fatawa* and *al-Jawab al-Sahih*. He was known for his emphasis on monotheism and strong opposition to innovations. He died in Damascus in 728 AH. *(Ibn Qayyim, al-Madarij, Dar 'Alam al-Fawa'id)*
(Ibn Taymiyyah, Taqi al-Din Ahmad bin Abdul Halim al-Harrani, (728H), Majmu'at al-Fatawa, 1: 123)
10Ibn Sina (d. 1037 CE):
Ibn Sina's full name was *Abu 'Ali Husayn ibn 'Abdullah ibn Sina*. Born in 980 CE in Afshana near Bukhara (present-day Uzbekistan), he was a philosopher, physician, and scientist, known in the West as Avicenna. His famous works include *al-Qanun fi al-Tibb* and *al-Shifa*. He was one of the most influential thinkers in philosophy, logic, and medicine in the Islamic world.
(Ibn Sina, al-Shifa, (Gutas, Dimitri, Islamic Texts Society)
(Al-Isharat wa al-Tanbihat, Jild 1, Safha 23)
(Ghazali, Ihya' 'Uloom al-Deen, 1: 12)
(Tabari, Jami' al-Bayan 'an Ta'wil Ay al-Quran, 24: 152)
(Panipati, Tafseer Mazhari, Surat al-Naba' Ayah 12)
(Al-Mulk: 3)
(Tha'alabi, Abu Zaid Abdul Rahman bin Muhammad Tha'alabi, (875H), Tafseer Tha'alabi, 5: 57)
(Al-Rahman: 37)
11Ptolemy (d. 170 CE):
Ptolemy's full name was *Claudius Ptolemy*. He was born in 100 CE in Alexandria, Egypt. A Greek astronomer, geographer, and mathematician, his work *Almagest* was the primary source on ancient astronomy. His geographical theories were considered authoritative until the Middle Ages.
(Thompson, Mark, "The History of Astronomy", Cambridge)
(Alusi, Tafseer al-Quran al-Azeem wa al-Sab' al-Mathani al-Shahir bi Tafseer Ruh al-Ma'ani, 15: 209)
(Al-Isharat wa al-Tanbihat, Jild 1, Safha 23)
(Ghazali, Ihya' 'Uloom al-Deen, Jild 1, Safha 12)
(Physics, Kitab 1, Bab 2)
(Abdul Razzaq, Abu Bakr Abdul Rahman bin Humam, (211H), Tafseer Abdul Razzaq, (Beirut: Dar al-Kutub al-Ilmiyah 1419H), 3: 382)
(Tafseer Mujahid, (Misr: Dar al-Fikr al-Islami al-Hadithah, 1410H))
(Balkhi, Abu al-Hasan Muqatil bin Sulayman al-Balkhi, (150H), Tafseer Muqatil bin Sulayman, (Beirut: Dar Ihya' al-Turath, 1423H), 4: 559)
(Al-Wahidi, Abu al-Hasan Ali bin Ahmad bin Muhammad al-Wahidi, (468H), al-Tafseer al-Basit, (Imadat al-Bahth al-Ilmi, 1430H), 23: 118)
(Tafseer Qurtubi, al-Jami' li Ahkam al-Quran, 19: 172)

(Tabari, Jami' al-Bayan 'an Ta'wil Ay al-Quran, 24: 152)
(Alusi, Tafseer Ruh al-Ma'ani, 15: 208)
'Abdullah ibn Mas'ud (RA):
A companion of the Prophet ﷺ from the Quraysh tribe of Banu Hudhayl, 'Abdullah ibn Mas'ud (RA) was among the earliest converts to Islam. He possessed deep understanding of the Qur'an and hadith and was one of the foundational jurists in Islamic law. Many rulings in the Hanafi school are based on his opinions. He passed away in Madinah in 32 AH. *(Ibn Sa'd, al-Tabaqat al-Kubra, Dar Sader)*
(Musnad Ahmad, Hadith Number 3934)
(Sunan Ibn Majah, Kitab al-Fitan, Bab 33)
(Tafseer Ibn Kathir, Tafseer al-Quran al-Azeem, 4: 23)
Galen (d. 200 CE):
Galen was a Greek physician and anatomist, born in 129 CE in Pergamon, Turkey. He gained fame during the Roman Empire for his medical research and teaching. His studies on human anatomy and disease were authoritative in medieval medicine. *(Nutton, Vivian, The Works of Galen, Cambridge Press)*
(Ibn Sina, "Al-Qanun fi al-Tibb")
Al-Biruni (d. 1048 CE):
Al-Biruni's full name was *Abu Rayhan Muhammad ibn Ahmad al-Biruni*. Born in Khwarazm (present-day Uzbekistan), he was a celebrated Muslim scientist, historian, and philosopher. Nicknamed "The Master" and "The Plato of His Age," his works *Kitab al-Hind* and *al-Qanun al-Mas'udi* are significant in science and geography. He was famous in mathematics, astronomy, and physics. *(Al-Biruni, Tahqiq ma li'l-Hind, Dar al-Fikr, Beirut)*
(Al-Razi, "Al-Hawi")
(Al-Biruni, "Kitab al-Athar al-Baqiyah")
(Jami' Tirmidhi, Kitab Sifat Jahannam 'an Rasul Allah ﷺ, Bab ma ja'a anna al-Nar nafsayn wa ma dhukira man yukhruj min al-Nar min Ahl al-Tawheed, Hadith: 2592)
Abu Hurairah (RA) (d. 57 AH):
His real name was *'Abd al-Rahman ibn Sakhr al-Dawsi*, from the tribe of Daws. He was the companion of the Prophet ﷺ who narrated the largest number of hadith—5,374 in total—many of which are found in al-Bukhari and Muslim. Known for his piety and devotion, he spent most of his time spreading religious knowledge. He passed away in Madinah in 57 AH. *(Ibn Hajar, al-Isabah fi Tamyiz al-Sahabah, Vol. 4)*